# امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ

## کی خلافت سے متعلق چند واقعات کا تحقیقی جائزہ

از

ابو شہریار

2020

www.islamic-belief.net

# ملخص الکتاب

اس کتاب میں خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے متعلق تاریخی روایات و اقوال پر بحث ہے - ابو بکر پر کتب میں اکثر اقوال فضائل کے ہی لوگ درج کر دیتے ہیں جبکہ ان کی فضیلت اہل سنت میں مسلمہ ہے۔ ضروری ہے کہ ان کی خلافت میں ہونے والے واقعات کی وضاحت کی جائے جن کو روافض اعتراض میں پیش کرتے اور تشکیک پیدا کرتے ہیں

# فہرست


پیش لفظ ........ 4
بیعت ابو بکر کا واقعہ ........ 6
علی کا گھر جلایا گیا؟ ........ 12
علی سے زبر دستی بیعت لی گئی ؟ ........ 22
وراثت نبی کا جھگڑا ........ 32
مال خمس ........ 32
مال فئی ........ 33
خطبۂ فدکیہ کا تذکرہ ........ 69
لشکر اسامہ کی روانگی ........ 76
ابو بکر کا مال عطا کرنا ........ 84
الردہ ........ 88
مانعین زکواۃ پر فیصلہ ........ 98
علی رضی اللہ عنہ سے منسوب متضاد اقوال ........ 103
عمر رضی اللہ عنہ کا اشکال ........ 104
جمع القرآن ........ 107
وفات ابی بکر ........ 121
اقوال ابی بکر ........ 141
کاش میں پرندہ ہوتا ........ 141

بسم اللہ الرحمان الرحیم

# پیش لفظ

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اصحاب رسول میں افضیلت پر اہل سنت و خوارج کا اجماع ہے- اہل سنت کے نزدیک تفقہ فی الدین میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا علم عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ کر تھا- ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور اسلام کے حوالے سے کثیر روایات ہیں- ان روایات پر بحث اس کتاب کا مدعا نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا مقصد خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں لئے گئے فیصلوں کی تفصیل میں جانا ہے –

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کیوں سب سے بڑھ کر ہے ؟ راقم کہتا ہے اس کی لا تعداد وجوہات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

اول : اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو رجعت النبی بعد وفات النبی کا گمراہ عقیدہ پھیل سکتا تھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیان کیا ، پھر منبر رسول پر سے ابو بکر نے اس عقیدے کا رد کیا

دوم : اگرابو بکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو  فاطمہ بنت النبی (رض) کے مطالبہ پر مال فئی کو وراثت  سمجھ کر بانٹ دیا جاتا اور یہ عظیم غلطی ہوتی کیونکہ حدیث نبوی ہے کہ انبیاء کے گھر کا مال وارثت میں نہیں بٹتا بلکہ ان کی امتوں میں غریبوں میں صدقہ کر دیا جاتا ہے

سوم : اگرابو بکر نہ ہوتے تو مانعین زکواۃ  کو بھی کلمہ گو کہہ کر مسلمان سمجھ لیا جاتا اور مسئلہ تکفیر الجھا دیا جاتا

یہ وہ دلائل ہیں جو یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فہم و تفقہ سب اصحاب رسول میں بڑھ کر تھا۔

یہ کتاب راقم کی پچھلی کتاب المشاجرات والمشاحنات  کے ایک باب خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شرح کی طرح ہے

ابو شہریار

۲۰۲۰

# بیعت ابو بکر کا واقعہ

صحیح بخاری کی حدیث ۳٦٦٨ ہے

انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کیے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو یا

ابو عبیدہ بن جراح کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم آپ کی ہی بیعت کریں گے۔آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

صحیح بخاری ٦٨٣٠ باب بَابُ رَجْمِ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ: باب: زنا سے حاملہ ہونے والی عورت کو رجم کرنے کا بیان جب کہ وہ شادی شدہ ہو میں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی

سن لو بلاشبہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے بہتر تھے البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی تھی اور وہ سب لوگ سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے بھی ہماری مخالفت کی تھی اور باقی مہاجرین ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اس وقت میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو بکر! ہمیں اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلئے۔ چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادہ سے چل پڑے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہماری، انہیں کے دو نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ انصاری آدمیوں نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ (سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنائیں) اور انہوں نے پوچھا۔ حضرات مہاجرین آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ ہرگز وہاں نہ جائیں بلکہ خود جو کرنا ہے کر ڈالو لیکن میں نے کہا کہ بخدا ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور انصار کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے مجلس میں ایک صاحب (سردار خزرج) چادر اپنے سارے جسم پر لپیٹے درمیان میں بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بخار آ رہا ہے۔ پھر ہمارے

تھوڑی دیر تک بیٹھنے کے بعد ان کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی۔ پھر کہا: امابعد ! ہم اللہ کے دین کے مدد گار (انصار) اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے گروہ مہاجرین ! کم تعداد میں ہو۔ تمہاری یہ تھوڑی سی تعداد اپنی قوم قریش سے نکل کر ہم لوگوں میں آئے تھے۔ تم لوگ اب یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کرو اور ہم کو خلافت سے محروم کر کے آپ خلیفہ بن بیٹھو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خطبہ پورا کر چکے تو میں نے بولنا چاہا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھی تھی۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بات کرنے سے پہلے ہی میں اس کو شروع کر دوں اور انصار کی تقریر سے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو غصہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دوں جب میں نے بات کرنی چاہی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا ٹھہرو میں نے ان کو ناراض کرنا برا جانا۔ آخر انہوں نے ہی تقریر شروع کی اور اللہ کی قسم ! وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور مجھ سے زیادہ سنجیدہ اور متین تھے۔ میں نے جو تقریر اپنے دل میں سوچ لی تھی اس میں سے انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ فی البدیہہ وہی کہی بلکہ اس سے بھی بہتر پھر وہ خاموش ہو گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انصاری بھائیو ! تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی ہے وہ سب درست ہے اور تم بیشک اس کے لیے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا اور کسی خاندان والوں کے لیے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قریش از روئے نسب اور از روئے خاندان تمام عرب قوموں میں بڑھ چڑھ کر ہیں اب تم لوگ ایسا کرو کہ ان دو آدمیوں میں سے کسی سے بیعت کر لو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ تھاما وہ ہمارے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے، ان ساری گفتگو میں صرف یہی ایک بات مجھ سے میرے سوا ہوئی۔ واللہ میں آگے کر دیا جاتا اور بے گناہ میری گردن ماردی جاتی تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ مجھے ایک ایسی قوم کا امیر بنایا جاتا جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ خود موجود ہوں۔ میرا اب تک یہی خیال ہے یہ اور بات ہے کہ وقت پر نفس مجھے بہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جواب نہیں کرنا۔ پھر انصار میں سے ایک کہنے والا حباب بن منذر یوں کہنے لگا سنو سنو میں ایک لکڑی ہوں کہ جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑ رگڑ کر کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درختوں کے ارد گرد حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔ میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو خلیفہ رہیں (دونوں مل کر کام کریں) ایک

ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا۔ مہاجرین قوم کا اب خوب شور غل ہونے لگا کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے آخر میں کہہ اٹھا ابو بکر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین جتنے وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر انصاریوں نے بھی بیعت کر لی (چلو جھگڑا تمام ہوا جو منظور الٰہی تھا وہی ظاہر ہوا) اس کے بعد ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) ایک شخص انصار میں سے کہنے لگا: بھائیو! بیچارے سعد بن عبادہ کا تم نے خون کر ڈالا۔ میں نے کہا اللہ اس کا خون کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ہم کو ڈر پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہو ہم لوگوں سے جدا رہیں اور ابھی انہوں نے کسی سے بیعت نہ کی ہو وہ کسی اور شخص سے بیعت کر بیٹھیں تب دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو ہم بھی جبراً و قہراً اسی سے بیعت کر لیتے یا لوگوں کی مخالفت کرتے تو آپس میں فساد پیدا ہوتا (پھوٹ پڑ جاتی) دیکھو پھر یہی کہتا ہوں جو شخص کسی سے بن سوچے سمجھے، بن صلاح و مشورہ بیعت کر لے تو دوسرے لوگ بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کرے، نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی ہے کیونکہ وہ دونوں اپنی جان گنوائیں گے

اس روایت میں ہے کہ انصار نے کہا ایک خلیفہ مہاجرین میں کرو ایک انصار میں–اس سے معلوم ہوا کہ روایت جس میں دو خلفاء میں سے ایک کی گردن مارنے کا ذکر ہے وہ وہاں بیان کسی نے نہیں کی جبکہ اس کو انصاری صحابی (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ) سے منسوب کیا گیا ہے[1]

---

[1] صحیح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان

(باب: دب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے)

---

4799 . وحَدَّثَني وَهْبُ بْنُ بَقيَّةَ الْوَاسطيَّ، حَدَّثَنَا خَالدُ بْنُ عَبْد الله، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ کی سند
سندا یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے نقل ہوئی ہے
سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ البصری المتوفی ١٤٤ ھ سے اس روایت کو (صحیح مسلم میں) خالد بن عبد اللہ نے سنا ہے
العلل از عبد الله بن احمد میں ہے
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق
عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا
اس دور میں بصرہ میں سن ۱۳۲ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجریري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے
اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجریري پر مرنے سے قبل سات سال رہی ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

یہ روایت خالد بن عبد اللہ الواسطی کی سند سے ہے لیکن خالد بن عبد اللہ الواسطی کا واضح نہیں کہ انہوں نے الجریری سے کب سنا محققین کے مطابق بخاری نے ان سے متابعت میں روایت لی ہے

مسند البزار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے
حَدَّثنا مُحَمد بن رزق الله الكلواذاني، قَال: حَدَّثنا عَبد الصمد، قَال: حَدَّثنا أَبُو هلال، عَن قَتادة، عَن سَعيد، عَن أَبِي هُرَيرة، عَن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما.

اس میں قتادہ مدلس ہیں

أبي هلال الراسبي محمد بن سليم ہے
كتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذھبی کے مطابق
صالح الحديث قال النسائي ليس بالقوي وتركه القطان
یہ امام القطان کے نزدیک متروک ہے

امام احمد کا قول ہے
وهو مضطرب الحديث عن قتادة. «الجرح والتعديل» 7/ (1484).
ابو ہلال قتادہ سے روایت کرنے میں مضطرب ہے

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت تو ضعیف ہے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ میں واضح نہیں کہ اس میں اختلاط کا عمل دخل ہے یا نہیں

یہ روایت منفرد ہے اور اس قسم کی روایت بہت سے اصحاب رسول کو بیان کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ملتا دوم اس میں بصریوں کا تفرد ہے
جو حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں مثلا الجریری اور قتادہ وغیرہ

صحیح مسلم- مسند احمد – سنن نسائی – سنن ابو داود میں ہے

عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

# علی کا گھر جلایا گیا؟

مصنف ابن ابی شیبہ اور فضائل صحابہ از احمد کی روایت ہے[2]

إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمرَ هَذه الْأُمَّة وَهيَ جَميعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْف كَائنًا مَنْ كَانَ
مستقبل میں فتنے اور فسادات ہوں گے، پس جو شخص اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے تہہ تیغ کر دو چاہے کوئی بھی ہو

سند میں زیاد بن علاقة بن مالك الثعلبي، أبو مالك الكوفي کا تفرد ہے
قال الأزدي في كتابه: «المخزون»: إثر حديث رواه عن عيسى بن عقيل، وهذا حديث لا يحفظ إلا عن زياد بن علاقة على سوء مذهبه وبراءتي من مذهبه كان منحرفا عن أهل بيت نبيه صلى الله عليه وسلم زائغا عن الحق.

الأزدي نے اپنی کتاب المخزون میں کہا وہ حدیث جو .... زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے وہ بد مذہب ہے اور میں اس کے مذہب سے برات کرتا ہوں یہ اہل بیت سے منحرف تھا حق سے دور

راقم کے نزدیک یہ روایت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے- راوی کی بدعت کی موید روایت نہیں لی جا سکتی

2

ڈاکٹر علی صلابی نے اس روایت کو اپنی کتاب، اسمی المطالب فی سیرۃ امیر المومنین علی ابن ابی طالب،

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , نا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ , حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ , عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ أَنَّهُ حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلَانِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ , فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: «يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَاللهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ , وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ , وَايْمُ اللهِ مَا ذَاكَ بِمَانِعِي إِنِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ ; أَنْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُحَرَّقَ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ» , قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاءُوهَا

---

جز ۱، صفحہ ۲۰۲، طبع مکتبۃ الصحابہ، امارات؛ پر نقل کیا ہے- اور حاشیہ میں سند کو بھی صحیح مانا ہے- طرفہ تماشہ ہے کہ اس حوالے سے اس کو روافض کا قول بھی کہہ دیا ہے

وقد زاد الروافض في هذه الرواية واختلفوا إفكا وبهتانًا وزوراً، وقالوا إن عمر قال: إذا اجتمع عندك هؤلاء النفر ان لأُحرقنَّ عليهم هذا البيت، لأنهم أرادوا شق عصا المسلمين

رافضیوں نے اس روایت میں اضافہ کیا، اور جھوٹ، بہتان اور دروغ گوئی کی کہ عمر نے کہا کہ ( إذا اجتمع عندك هؤلاء النفر ان لأُحرقنَّ عليهم هذا البيت) کیونکہ وہ مسلمانوں کے عصا(یعنی قوت) کو توڑنے کا ارادہ رکھتے تھے

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-36424/page-20

سعودی مفتی بن باز نے بھی اس روایت کو صحیح متصور کیا ہے

فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللَّهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحَرِّقَنَّ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَ وَايْمُ اللهِ لَيَمْضِيَنَّ لِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ , فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ , فَرَوْا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ , فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ اپنے باپ اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو بکر کی بیعت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو علی اور زبیر، فاطمہ کے پاس آئے اور ان سے مشورہ کرنے لگے اور... پس جب اس کی خبر عمر کو ہوئی تو وہ فاطمہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ کی بیٹی اللہ کی قسم ہم کو آپ کے باپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا اور ان کے بعد آپ سے زیادہ لیکن اللہ کے لئے یہ مجھے مانع نہ ہو گا کہ میں ایک جتھا اپ کے لئے لے آوں کہ وہ اس گھر کو جلا دے، پس جب عمر چلے گئے تو فاطمہ نے علی سے کہا کیا اپ کو پتا ہے عمر آئے تھے اور اللہ کی قسم لے کر گئے ہیں کہ اگر دیر کی تو وہ گھر جلا ڈالیں گے اور اللہ کی قسم وہ یہ کر دیں گے جس کی قسم لی ہے پس سیدھے سیدھے جاؤ.... اور واپس نہ آنا حتی کہ ابو بکر کی بیعت کر لو

<u>نوٹ : یہ واقعہ راوی اسلم نے خود نہیں دیکھا</u>

تاریخ الکبیر از امام بخاری میں إِسلم، مَولَى عُمر بْن الخَطّاب، القُرَشِيّ، العَدَوِيّ، المَدَنِيُّ، أَبو خالد کے ترجمہ میں ہے

وَقَالَ لِي مُحمد بْنُ مهران، عَنْ مُحَمد بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ إِسحاق؛ بَعَثَ أَبو بكرٍ عُمَرَ بْنَ الْخطَّابِ، سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ، فَأَقَامَ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، وَابْتَاعَ فِيها أسلم.

ابن اسحاق نے کہا سن ١١ ہجری میں عمر بن خطاب کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا اور اسلم کو اس میں خریدا

تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے

قَالَ الْوَاقِدِيُّ: حَجَّ عُمَرَ بِالنَّاسِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ، فَابْتَا عَ فِيهَا أَسْلَمَ

عمر نے سن ۱۱ میں حج کیا اور اس دوران اسلم کو خریدا

کتاب الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة از علاء الدين بن قليط مغلطاي کے مطابق

وفي "تاريخ ابن أبي خيثمة الكبير": اشتراه عُمر بن الخطاب سنة اثنتي عشرة.

تاریخ ابن أبي خيثمة الكبير میں ہے کہ عمر نے اس کو سن ۱۲ میں خریدا

ذكره ابن خلفون الأَوْنَبِي في كتاب "الثقات" قال: اشتراه عُمر بسُوق ذي المَجاز

ابن خلفون نے ذکر کیا اس کو ذی المَجاز کے بازار میں خریدا گیا

ذی المَجاز ایک بازار تھا جو حج پر لگتا تھا-اس طرح اسلم جب مدینہ آیا اس وقت تک بیعت ابو بکر ہو چکی تھی جو ۱۲ ربیع الاول سن ۱۱ ہجری کو ہوئی ہے

## متن منکر ہے

یہ روایت متن میں غیر واضح اور تنقیص علی رضی اللہ عنہ پر مبنی ہے – علی رضی اللہ عنہ ناراض تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کو اس سے مطلع کیا جاتا اور روایات سے معلوم ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سعد بن عبادہ کو روکنے گئے تھے

جو انصار میں سے خلیفہ بننے کا ارادہ رکھتے تھے - عبادہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے اس کی وضاحت کے لئے ابو بکر و عمر نے عجلت کی اگر انصار میں سے کوئی خلیفہ ہو جاتا تو مسلمان دو حصوں میں بٹ جاتے ایک طرف انصار ہوتے اور دوسری طرف مہاجرین

اہل بیت اور زبیر رسول اللہ کے خاندان کے لوگ تھے یہ تدفین اور رشتہ داروں کے ساتھ تھے ان سب کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب ہو گیا ہے – بالفرض اگر جانے سے پہلے شیخین مسجد النبی میں اعلان کرا دیتے کہ اس باغ میں یہ ہو رہا ہے ہم وہاں جا رہے ہیں تو یہ اشتعال پر مبنی بات ہوتی کیونکہ قریش اور مہاجرین بدک جاتے اور ان کے انصار سے تعلقات کشیدہ ہو جاتے - سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی کیونکہ ان کو لگا کہ اسلام میں اب انصار کا رول ختم ہو گیا ہے اب تو صرف قریشی خلفاء ہوں گے - علی رضی اللہ عنہ کسی سے ڈرنے والے نہ تھے ان کا اپنا مزاج تھا اور صحیح بخاری کے مطابق ٦ ماہ بعد انہوں نے ابو بکر کی بیعت کی

مستدرک الحاکم میں ہے

حَدَّثَنَا مُكْرَمُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَاضِي، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفُ الْهَمْدَانِيُّ، ثنا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ الزَّعْفَرَانِيُّ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكِ، وَاللَّهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ''

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 4736 – غريب عجيب

اس کو عجیب و غریب الذھبی نے کہا ہے

سند میں زید بن اِسلم العَدَوِی العمری المدنی المتوفی ۱۳۶ھ ہے جس کا ذکر ابن عدی نے الکامل میں کیا ہے لیکن ثقہ کہا ہے-
دوسرے عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری المتوفی ۲۴۰ھ ہیں جو حماد بن زید بصری کے ہم عصر ہیں یہ ثقہ ہیں –

امکان ہے کہ یہ محمد بن بِشر بن الفَرافِصَة بن المختار، ابو عَبد اللَّہ الکُوفیّ المتوفی ۲۳۰ھ نے مرسل بیان کیا ہے کیونکہ دیگر اسناد میں واقعہ بیان نہیں ہوا جو محمد بن بشر العبدی نے بیان کیا ہے- محمد بن بشر العبدی ارسال بھی کرتا ہے – ممکن ہے یھاں ارسال ہو اور اصل نام نہیں لیا گیا جس نے اس واقعہ کو بیان کیا-

دوم زید بن اِسلم اور عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری کے درمیان انقطاع ہے[3]
مسند احمد میں ایک سند ہے

---

3

الکامل از ابن عدی میں ہے
حماد بن زيد قال قدمت المدينة وأهل المدينة يتكلمون في زيد بْن أسلم فقلت لعبد اللَّه ما تقول في مولاكم هذا. قَالَ: مَا نعلم به بأسا إلا أنه يفسر القرآن برأيه.
حماد بن زید نے کہا میں مدینہ پہنچا اور اہل مدینہ زید بن اسلم پر کلام کرتے پس میں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ یہ اس پر کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا یہ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے

بعض کتابوں میں ہے کہ حماد سے اس کو عبید اللہ بن عمربن میسرۃ نے بیان کیا گویا عبید اللہ بن عمربن میسرۃ اتنے بڑے تھے کہ وہ زید پر تبصرہ کر سکتے تھے جبکہ ان دونوں کی وفات میں سو سال سے اوپر کا فرق ہے – اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ زید اور عبید اللہ کا سماع بھی ہوا ہے – کتب حدیث میں یہ واحد روایت ہے جو عبید اللہ نے زید کی سند سے بیان کی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو عُبَادَةَ الزُّرَقِيُّ الْأَنْصَارِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

یہاں عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ اور زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ کے درمیان دو راوی ہیں

مسند ابو یعلی میں سند ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ»

یہاں عُبَیۡدُ اللَّہِ بۡنُ عُمَرَ اور زید کے درمیان ایک راوی ہے

اسی کتاب میں بعض دفعہ ان کے درمیان دو راوی اتے ہیں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

لہذا صحیح بات ہے کہ عُبَیۡدُ اللَّہِ بۡنُ عُمَرَ کا سماع زید بن اسلم سے نہیں ہے

اگر ایسا ہے تو پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی سند میں حدثنا کیوں ہے (مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ, نا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ, حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ) ؟
یہ اغلباً محمد بن بشر کی غلطی ہے

تاریخ الطبری کے مطابق زیاد بن کلیب، مغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب، علی کے گھر کی طرف گئے ان کے گھر میں طلحہ زبیر اور مہاجرین تھے عمر نے کہا اللہ کی قسم میں تم سب کو آج اگ میں جلاؤں گا یا پھر بیعت کرنے نکلو

تاریخ الطبری میں سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ، قَالَ: أَتَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَنْزِلَ عَلِيٍّ وَفِيهِ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَرِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لأُحْرِقَنَّ عَلَيْكُمْ أَوْ لَتَخْرُجُنَّ إِلَى الْبَيْعَةِ

ابو معشر الکوفی زیاد بن کلیب التمیمی الحنظلی المتوفی ۱۲۰ھ نے عمر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا ان کو ثقہ کہا جاتا ہے لیکن میزان الاعتدال کے مطابق

. قال ابو حاتم: لیس بالمتین فی حفظہ

ابو حاتم کہتے ہیں ان کا حافظہ مظبوط نہیں

کتاب جمل من إنساب الأشراف از أحمد بن يحيىٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری (المتوفى: 279ھ) کے المَدَائِنیّ کہتے ہیں کہ

الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَارِبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التيمى، وعى ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَرْسَلَ إِلَى عَلِيٍّ يُرِيدُ الْبَيْعَةَ، فَلَمْ يُبَايِعْ. فَجَاءَ عُمَرُ، ومعه فتيلة فتلقته فاطمة على الباب، فقالت فاطمة: يا ابن الْخَطَّابِ، أَتُرَاكَ مُحَرِّقًا عَلَيَّ بَابِي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَلِكَ أَقْوَى فِيمَا جَاءَ بِهِ أَبُوكَ. وَجَاءَ عَلِيٌّ، فَبَايَعَ وَقَالَ كُنْتُ عَزَمْتُ أَنْ لا أَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِي حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ

فاطمہ نے عمر سے کہااے ابن الخطاب کیا تم چاھتے ہو کہ میرے سامنے میرا دروازہ جلادو ؟ عمر نے کہاہاں ... ( اتنے میں ) علی آئے اور بیعت کر لی اور کہا میں نے ارادہ کیا کہ قرآن جمع کر لو پھر اتا ہوں

مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَارِبٍ مجہول ہے

معلوم ہوا یہ سب متضاد قصے ہیں

ایک میں ہے کہ عمر نے گھر جلانے کی دھمکی دی اور علی کو فاطمہ نے بھیجا کہ فورا بیعت کرو – عمر اور علی میں کوئی مکالمہ نہ ہوا- دوسری میں ہے عمر اور علی میں مکالمہ ہوا، علی نے بہانہ کیا کہ قرآن جمع کر رہا تھا- کچھ نے اور ڈرامائی قصہ سنایا کہ فاطمہ کا حمل بھی ضائع ہوا

إبو الفتح محمد بن عبد الكريم بن إبي بكر إحمد الشهر ستاني (المتوفى : 548ھ-) نے کتاب الملل و النحل میں لکھا ہے کہ روافض یہ الزام لگاتے ہیں کہ

وزاد في الفرية فقال: إن عمر ضرب بطن فاطمة يوم البيعة حتى ألقت الجنين من بطنها

اور انہوں نے جھوٹ میں اضافہ کیا کہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے دن یہاں تک کہ حمل ضائع ہو گیا

اس کو آجکل شیعہ ویب سائٹ پر ایسے پیش کیا گیا ہے جیسے کہ الشہر ستانی اس قول کے حق میں ہوں

یہی دھوکہ کتاب الوافی الوفیات از صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی: 764ھ-)

کے حوالے سے پھیلایا جارہا ہے جس میں ہے

وَمِنْهَا ميله إِلَى الرَّفْض ووقوعه فِي أكَابِر الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم وَقَالَ نَص النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على أَن الإِمَام عَليّ وعينه وَعرفت الصَّحَابَة ذَلِك وَلَكِن كتمه عمر لأجل أبي بكر رَضِي الله عَنْهُمَا وَقَالَ إِن عمر ضرب بطن فَاطِمَة يَوْم لبيعة حَتَّى أَلْقَت المحسن من بَطنهَا

اور ان (گمراہوں) میں سے کچھ رفض کی طرف مائل ہوئے اور اکابر صحابہ کو برا کہا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی خلافت پر نص دی تھی لیکن اس کو عمر نے چھپا دیا ابو بکر کے لئے اور کہا کہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے لئے بیعت کے دن، جس سے محسن پیٹ سے نکل آئے

اللہ کے شیر، علی رضی اللہ کو ایسے پیش کرنا کہ وہ بیوی کا حمل ضائع ہونے پر بھی خاموش رہے کیا علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے؟ اور جب گھر جلا ہی نہیں تو اس قدر واویلا کیوں؟ ایسا جھوٹ بولنے والے اللہ سے توبہ کریں

# علی سے زبردستی بیعت لی گئی؟

علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی - صحیح بخاری 4240 میں ہے

صحیح بخاری ۴۲۴۱ میں ہے

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں۔جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔اس وقت انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم! ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ کیا اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس

میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گئی اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

، وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ، فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الأَشْهُرَ

فاطمہ وفات النبی کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں پھر جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی نے رات میں ان کو دفن کیا اور اس تدفین کی اجازت ابو بکر سے نہیں لی اور فاطمہ پر خود نماز پڑھ لی اور ... پھر فاطمہ کی وفات کے بعد ابو بکر کی بیعت کی

فتح الباری میں ابن حجر نے اس پر کہا

وَأَشَارَ الْبَيْهَقِيُّ إِلَى أَنَّ فِي قَوْلِهِ وَعَاشَتْ إِلَخْ إِدْرَاجًا وَذَلِكَ أَنَّهُ وَقَعَ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ طَرِيقٍ أُخْرَى عَنِ الزُّهْرِيِّ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ كَمْ عَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَهُ قَالَ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَعَزَا هَذِهِ الرِّوَايَةَ لِمُسْلِمٍ وَلَمْ يَقَعْ عِنْدَ مُسْلِمٍ هَكَذَا بَلْ فِيهِ كَمَا عِنْدَ الْبُخَارِيِّ مَوْصُولًا

بیہقی نے اشارہ کیا ہے کہ یہ قول امام الزہری کا ادراج ہے اور صحیح مسلم میں روایت ہے امام الزہری سے مروی ہے جس کے آخر میں ہے راوی نے کہا میں نے زہری سے پوچھا کہ فاطمہ کتنے روز حیات رہیں وفات النبی کے بعد ؟ زہری نے کہا چھ ماہ

وقد صحّح بن حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ وَأَمَّا مَا وَقَعَ فِي مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى مَاتَتْ فَاطِمَةُ قَالَ لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُولَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَصَحُّ

اور ابن حبان نے ایک روایت کی تصحیح کی ہے جو ابو سعید سے مروی ہے اور دوسروں سے کہ علی نے ابو بکر کی بیعت بالکل شروع میں ہی کر لی تھی اور وہ روایت جو صحیح مسلم میں زہری سے آئی ہے اس میں ہے کہ ایک شخص نے زہری سے ذکر کیا کہ علی نے ابو بکر کی بیعت نہیں کی یہاں تک کہ فاطمہ کی وفات ہوئی اور کہا اور بنو ہاشم میں بھی کسی نے بیعت

نہیں کی اس کی تضعیف کی ہے بیہقی نے کہ زہری نے اس کی سند نہیں دی اور وہ روایت جو موصول ہے ابو سعید سے وہ اصح ہے

راقم نے ابن حجر کے اس کلام کا تعقب کیا اور صحیح ابن حبان میں دیکھا کہ کون سی روایت کو صحیح کہا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ ابن حبان نے امام زہری والی روایت کو ہی صحیح میں درج کیا ہے- صحیح ابن حبان 4823 میں ابن حجر کی تحقیق کے بر عکس صحیح بخاری جیسی روایت ہے جس میں ہے

وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ، فَصَلَّى عَلَيْهَا عَلِيٌّ، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهَا، انْصَرَفَتْ وُجُوهُ النَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ، حَتَّى أَنْكَرَهُمْ، فَضَرَعَ عَلِيٌّ عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى مُصَالَحَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَمُبَايَعَتِهِ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ،

یعنی ابن حبان نے اس امام زہری والی روایت کو ہی صحیح قرار دیا ہے

ابو سعید سے مروی حدیث کون سی ہے جس کا امام بیہقی نے ذکر کیا ہے ؟ راقم کہتا ہے یہ روایت مسند ابو داود طیالسی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ إِذَا بَعَثَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَهُ بِرَجُلٍ مِنَّا» ، فَنَحْنُ نَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنْكُمْ وَرَجُلٌ مِنَّا، فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ: «إِنَّ رَسُولَ [ص:496] اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَكُنَّا

أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّمَا يَكُونُ الْإِمَامُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، نَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: جَزَاكُمُ اللَّهُ مِنْ حَيٍّ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ، وَاللَّهِ لَوْ قُلْتُمْ غَيْرَ هَذَا مَا صَالَحْنَاكُمْ

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے خطیب کھڑے ہوئے اور ان میں سے بعض کہہ رہے تھے اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ تم میں سے کسی کو (امیر بنا کر) بھیجتے تو ایک ہم (انصار میں) سے ساتھ کرتے تھے- پس ہم انصار دیکھتے ہیں کہ یہ امر خلافت دو کو ملے ایک ہم میں سے ایک تم میں سے پس زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور کہا بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود مہاجرین میں سے تھے اور ہم رسول اللہ کے انصاری تھے، پس امام تو مہاجرین میں سے ہی ہونا چاہیے اور ہم مددگار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ کے مددگار تھے پس ابو بکر رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تم کو جزا دے اے گروہ انصار اور تم کو بات پر قائم رکھے اللہ کو قسم اگر تم اس کے علاوہ کچھ کہتے تو اگریمنٹ نہ ہوتا

اسی متن پر تاریخ دمشق میں اضافہ بھی ملتا ہے

وأخبرنا أبو القاسم الشحامي أنا أبو بكر البيهقي أنا أبو الحسن علي بن محمد بن علي الحافظ الإسفراييني قال (1) نا أبو علي الحسين بن علي الحافظ نا أبو بكر بن إسحاق بن خزيمة وإبراهيم بن أبي طالب قالا نا بندار بن بشار نا أبو هشام المخزومي نا وهيب نا داود بن أبي هند نا أبو نضرة عن أبي سعيد الخدري قال قبض النبي (صلى الله عليه وسلم) واجتمع الناس في دار سعد بن عبادة وفيهم أبو بكر وعمر قال فقام خطيب الأنصار فقال

أتعلمون أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) كان من المهاجرين وخليفته من المهاجرين ونحن كنا أنصار رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فنحن أنصار خليفته كما كنا أنصاره قال فقام عمر بن الخطاب فقال صدق قائلكم أما لو قلتم غير هذا لم نتابعكم (2) وأخذ بيد أبي بكر وقال هذا صاحبكم فبايعوه وبايعه عمر وبايعه المهاجرون والأنصار قال فصعد أبو بكر المنبر فنظر في وجوه القوم فلم ير الزبير قال فدعا بالزبير فجاء فقال (3) قلت أين ابن عمة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وحواريه أردت أن تشق عصا المسلمين قال لا تثريب يا خليفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقام فبايعه ثم نظر في وجوه القوم فلم ير عليا فدعا بعلي بن أبي طالب فجاء فقال قلت ابن عم رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وختنه على ابنته أردت أن تشق عصا المسلمين قال لا تثريب يا خليفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فبايعه هذا أو معنا قال أبو علي الحافظ سمعت محمد بن إسحاق بن خزيمة يقول جاءني مسلم بن الحجاج فسألني عن هذا الحديث فكتبت له في رقعة وقرأت عليه وقال هذا حديث يسوي بدنة فقلت يسوي بدنة بل هذا يسوي بدرة

اِبی سعید الخدری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور لوگ سعد بن عبادہ کے گھر میں جمع ہوئے جن میں ابو بکر اور عمر بھی تھے پس انصار کے خطیب کھڑے ہوئے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے اور ہم مددگار ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اسی طرح ہونے والے خلیفہ کے ہوں گے پس عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہا تم نے سچ کہا اگر کچھ اور کہتے تو ہم تمہاری بیعت نہیں کرتے اور ابو بکر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ تمہارے صاحب ہیں ان کی بیعت کرو اور عمر نے بیعت کی اور مہاجرین وانصار نے بھی بیعت کی پس ابو بکر لوگوں سے اوپر منبر پر کھڑے ہوئے اور قوم کی شکلوں کو دیکھا تو ان میں زبیر کو نہیں پایا۔ کہا پس زبیر کو پکارا گیا اور وہ آئے۔ ابو سعید نے کہا میں نے زبیر سے پوچھا رسول اللہ کی چچی کا

لڑکا ( علی ) اوراس کے حواری کدھر ہیں یہ مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑنا چاہتے ہیں ؟ زبیر ( فوراابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اورانھوں ) نے کہا آپ پر کوئی الزام نہیں اے خلیفہ رسول ، اورانھوں نے ابو بکر کی بیعت کر لی پھر ابو بکر نے نظر دوڑائی تو علی کو نہیں پایا پس علی کو پکارا گیا اور وہ آئے ۔ ابو سعید نے کہا میں نے علی سے پوچھا اے رسول اللہ کے کزن اور ( بیہودہ الفاظ بولے ) ..... تم مسلمانوں کی لاٹھی توڑنا چاہتے ہو ؟ علی نے کہا اے خلیفہ رسول ہمارا آپ پر کوئی الزام نہیں اور بیعت کر لی ۔ اِبو علی الحافظ نے کہا میں نے ابن خزیمہ سے سنا کہ میرے پاس امام مسلم آئے اس روایت کا پوچھتے ہوئے تو میں نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ دی اور ان پر پڑھ دی

انھوں نے کہ یہ حدیث جسم نما ( یعنی متن میں بھاری ) ہے میں نے کہا بدن نما یہ تو چاند نما ہے

راقم کہتا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور متن منکر ہے

اول تو ابو بکر کی بیعت سعد بن عبادہ کے گھر میں نہیں باغ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی تھی

دوم اس میں اہل بیت النبی کو زبردستی بلوا بلوا کر بیعت لینے کا ذکر ہے جبکہ وہ سب ابھی تدفین النبی کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے

سند میں وھیب بن خالد ثقہ ہے لیکن اس کو وہم بھی ہوتا ہے ۔ اس کی سند میں اِبُو نَضرَۃَالعَبدِیّ الْمُنْذِرُ بنُ مَالِكِ بنِ قُطَعَةَ بھی ہے الذھبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي (الثِّقَاتِ) : كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ

ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں یہ وہ ہیں جو غلطی کرتے ہیں

.وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ : ثِقَةٌ، كَثِيْرُ الحَدِيْثِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ يُحْتَجُّ بِهِ

ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور ہر ایک سے دلیل نہیں لی جا سکتی

اسی طرح کا متن ایک دوسرے طرق سے ہے

أخبرنا أبو القاسم إسماعيل بن أحمد أنا أحمد بن علي بن الحسن (2) بن أبي عثمان وأحمد بن محمد بن إبراهيم القصاري ح وأخبرنا أبو عبد الله بن القصاري أنا أبي أبو طاهر قالا أنا أبو القاسم إسماعيل بن الحسن (3) بن عبد الله الصرصري نا أبو عبد الله المحاملي نا القاسم بن سعيد بن المسيب نا علي بن عاصم نا الجريري عن أبي نضرة (4) عن أبي سعيد قال لما بويع أبو بكر قال أين علي لا أراه قالوا لم يحضر قال فأين الزبير قالوا لم يحضر قال ما كنت أحسب أن هذه البيعة إلا عن رضا جميع المسلمين إن هذه البيعة ليس كبيع الثوب ذي الخلق إن هذه البيعة لا مردود لها قال فلما جاء علي قال يا علي ما بطأ بك عن هذه البيعة قلت إني ابن عم رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وختنه على ابنته لقد علمت أني كنت في هذا الأمر قبلك قال لا تزري بي يا خليفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فمد يده فبايعه فلما جاء الزبير قال ما بطأ بك عن هذه البيعة قلت (1) إني ابن عمة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وحواري رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أما علمت أني كنت في هذا الأمر قبلك قال لا تزري بي يا خليفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ومد يده فبايعه

یہاں علی بن عاصم بن صہیب الواسطی ہے جو کثرت سے غلطی کرنے پر مشہور ہے امام علی بن المدینی کا قول ہے

كان علی بن عاصم كثير الغلط

اس طرح اس روایت کی سند و متن منکر ہے۔ بیعت ابو بکر کے حوالے سے ایک روایت تاریخ طبری میں ملی ہے

حدثنا عبيد الله بن سعيد الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَيْفُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ظَبْيَةَ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ الزُّهْرِيُّ، قَالَ: قال عمرو بن حريث لسعيد ابن زيد: اشهدت وفاه رسول الله ص؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَمَتَى بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ؟ قال: يوم مات رسول الله ص كَرِهُوا أَنْ يَبْقَوْا بَعْضَ يَوْمٍ وَلَيْسُوا فِي جَمَاعَةٍ قَالَ: فَخَالَفَ عَلَيْهِ أَحَدٌ؟ قَالَ لا إِلا مُرْتَدٌّ أَوْ مَنْ قَدْ كَادَ أَنْ يَرْتَدَّ، لَوْلا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْقِذُهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: فَهَلْ قَعَدَ أَحَدٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ؟ قَالَ: لا، تَتَابَعَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى بَيْعَتِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَدْعُوَهُمْ.

عمرو بن حریث کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن زید سے دریافت کیا کہ کیا اپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے سوال کیا کہ ابو بکر سے بیعت کب کی گئی، اس کے جواب میں فرمایا کہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی دن، صحابہ اس کو اچھا نہیں جانتے تھے کہ ایک دن بھی اس طرح سے گزاریں کہ جماعت سے منسلک نہ ہوں اس پر عمرو بن حریث نے پھر پوچھا کہ کیا ابو بکر کی کسی نے مخالفت کی تھی؟ سعید بن زید نے جواب دیا کہ نہیں البتہ ایک مرتد نے یا انصار میں سے اس شخص نے مخالفت کی تھی جو قریب تھا کہ مرتد ہو جاتا اگر اللہ اسکو اس سے نہ بچا لیتا عمرو بن حریث نے پھر پوچھا کہ مہاجرین میں سے کسی نے پہلو تہی کی تھی سعید بن زید نے فرمایا، نہیں بلکہ مہاجرین تو بغیر بلائے ہی بیعت کرنے ٹوٹ پڑے تھے

اس حدیث پر تاریخ طبری کے محققین کتاب صحیح وضعیف تاریخ الطبری از محمد بن طاہر البرزنجی، إشراف ومراجعة: محمد صبحی حسن حلاق الناشر: دار ابن کثیر، دمشق - بیروت میں کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف وفی متنہ نکارۃ یہ ضعیف ہے اور متن میں نکارت ہے

کتاب المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری از إکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الأثری ، الناشر: الدار الأثریۃ، الأردن - دار ابن عفان، القاہرۃ

کے مطابق اس کی سند میں راوی الولید بن عبد اللہ بن إبي ظبیۃ مجہول ہے

لم أعرفه، ولم أعرف أباه، ولم أجد لهما تراجم

محقق کہتے ہیں اس کو نہیں جان سکا نہ اس راوی کا ترجمہ ملا

اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ ابن حبان نے امام زہری کے قول والی حدیث کو ہی صحیح کہا ہے اور ابن حجر کو تسامح ہوا کہ ابن حبان نے کسی اور روایت کو صحیح قرار دیا ہے - دوم تاریخ طبری کی روایت مجھول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے اور تاریخ دمشق والی روایت کا متن منکر ہے اور سند بھی ایسی مضبوط نہیں ہے

غور طلب ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی

اس طرح کے اختلافات موجود تھے لیکن اس میں زبردستی نہیں کی جاتی تھی کہ جبرا بیعت لی جاتی ہو

امام زہری کا جملہ وضاحتی مدرج ہے لیکن حقیقت حال کے خلاف نہیں ہے

# وراثت نبی کا جھگڑا

## مال خمس

جنگ بدر میں مسلمانوں کو کفار پر فتح نصیب ہوئی اس کے نتیجے میں جو مال غنیمت ملا اس کی تقسیم پر اللہ نے حکم دیا سورہ انفال

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[41]

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور تیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ اپنے بندے (محمد) پر نازل فرمائی۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

سارا مال پانچ برابر حصوں میں تقسیم ہو گا اور اس کے پانچوں حصوں کی تقسیم اس طرح ہو گی

پہلا حصہ اللہ اور اس کے رسول کا

دوسرا حصہ  اللہ کے رسول کے رشتہ دار

تیسرا حصہ  یتیم کا

چوتھا حصہ مسکین کا

پانچواں حصہ  مسافر

مال غنمیت وہ مال ہے جو جنگ کے بعد حاصل ہوتا ہے -اس کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں اور اس کا ایک حصہ اہل بیت النبی میں تقسیم ہوتا تھا-اس کا حکم سورہ انفعال میں ہے -مال غنمیت کی تقسیم میں دور نبوی میں لونڈیاں اہل بیت کو نہیں دی جاتی تھیں

عباسی خلافت کے دور تک جا کر اس مال کی تقسیم بند ہو گئی تھی کیونکہ اہل بیت کے سینکڑوں خاندان ہو چکے تھے - بنو عباس بھی اہل بیت میں سے تھے اور اقتدار میں تھے -ال حسن و حسین بھی سینکڑوں خاندانوں میں منقسم تھے لہذا اس کی تقسیم بند ہو گئی -اب غنمیت کے پانچ حصے ہوں گے جس میں سے اہل بیت کا حصہ  خلیفہ کسی بھی مد میں خرچ کر سکتا ہے -

# مال فئی

بنو نضیر ایک  یہودی آبادی تھی جو مدینہ میں تھی یہ لوگ کھیتی باڑی، تجارت اور لین دین کا کاروبار کرتے تھے اور ان کے مشرکین مکہ سے بھی اچھے تعلقات تھے لیکن بد قسمتی سے ان کا میلان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل مخالفت اور سازش کرنا تھا یہاں تک کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی جس کی خبر اللہ نے اپنے نبی کو دی

اور ان کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور مال و متاع لے جانے کی اجازت نہیں دی گئی بس جان بخشی ہوئی —یہی یہودی مدینہ کے مغرب میں جا کر ایک دوسری یہودی بستی میں بس گئے وہاں بھی سازشی ماحول کی وجہ سے سن ۷ ہجری میں ان پر حملہ (خیبر) کیا گیا اور سورہ الحشر میں اس پر تبصرہ کیا گیا اس میں بہت سے باغات ملے جن کو مال فیے کہا جاتا ہے یہ اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تحفہ تھے

سورہ الحشر میں ہے

وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[6]

اور جو (مال) اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

[7]

جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

فئی اس مال کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ کے بغیر حاصل ہوا ہو- اس مال میں سے نہ تو خمس نکالا جاتا ہے اور نہ اس کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے- مال فئی کا ذکر سورہ الحشر میں ہے- دور نبوی میں اس کی واحد مثال فدک خیبر کے باغات تھے- فاطمہ رضی اللہ عنہا کا موقف تھا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ دیا گیا ہے لہذا ان کی پروپرٹی ہے اس کو وراثت کی طرح ان میں اور ازواج النبی میں بانٹ دیا جائے- اس کا مطالبہ لے کر عثمان رضی اللہ عنہ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا خود تشریف لے گئیں- ان سب تک حدیث نبوی نہیں پہنچی تھی کہ انبیاء کی جائیداد صدقہ ہوتی ہے

خیبر کے باغوں میں فدک کے باغ تھا، جو اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے قرابت والوں اور یتیموں اور حاجتمندوں اور مسافروں کو دیے

کتاب فتوح البلدان از البَلَاذُری (المتوفى: 279ھ) کے مطابق

حدثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحدَثَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخطَّابِ، قَالَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثُ صَفَايَا، مَالُ بَنِي النَّضِيرِ وَخَيْبَرَ، وَفَدَكَ، فَأَمَّا أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ فَكَانَتْ حَبْسًا لِنَوَائِبِهِ، وَأَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ لأَبْنَاءِ

السَّبِيلِ، وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَقَسَّمَ جُزْأَيْنِ منها بين المسلمين وحبسر جُزْءًا لِنَفْسِهِ وَنَفَقَةِ أَهْلِهِ، فَمَا فَضَلَ مِنْ نَفَقَتِهِمْ رَدَّهُ إِلَى فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت سے آمدنی کے تین ذرائع تھے مال بنو النَّضِیرِ اور مال خیبر اور مال فدک-پس مال بنو النَّضِیرِ کو کیا نوائب کے لئے اور فدک کو مسافر کے لئے اور خیبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جن میں سے دو حصے (غریب) مسلمانوں کے لئے کیے اور ایک حصہ اپنے اور اہل کے نفقے کے لئے کیا اور جو زیادہ ہوتا تو اس کو (بھی) فقراء مہاجرین کو دیتے

اسی کتاب کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنِ بن الأسود، قال حدثنا يحيى بن آدم، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَان عَنِ الزهري قَالَ. كانت أموال بني النضير مما أفاء اللَّه عَلَى رسوله ولم يوجف المسلمون عَلَيْهِ بخيل ولا ركاب فكانت لرسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خالصة فقسمها بَيْنَ المهاجرين ولم يعط أحدا مِنَ الأنصار منها شيئا إلا رجلين كانا فقيرين، سماك بْن خرشة أَبَا دجانة، وسهل بْن حنيف

الزہری کہتے ہیں کہ بنو النضیر کے اموال رسول اللہ کے لئے خاص تھے .....پس اپ نے (اپنی خوشی سے) ان کو مہاجرین میں تقسیم کیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ نہ دیا سوائے دو افراد کے جو فقیر تھے ایک سماك بْن خرشة أَبَا دجانة اوردوسرے سهل بْن حنيف تھے

مسند احمد صدیق اکبر کی مرویات

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَبْد اللَّهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْتَ

وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَا بَلْ أَهْلُهُ قَالَتْ فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ

**ابوالطفیل[4] کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث آپ ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی ان کے وارث ہیں، فاطمہ رضی**

---

4

ابو طفیل راقم کے نزدیک یہ صحابی نہیں ہے – اس کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے

امام احمد کا کہنا ہے اس نے نبی کو صرف دیکھا کوئی کلام نہ ہوا
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل» (5822) .

شروع کے محدثین اس کی روایات کا انکار کرتے تھے
حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّاد، حَدَّثني صَالح بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثنا علي، قَالَ: سَمعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أَبي الطفيل؟ قَال: نَعم.

دارقطنی کے بقول اللہ کو پتا ہے اس کا سماع نبی سے تھا بھی یا نہیں
قال الدَّارَقُطنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» 7

اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ کہاں ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کوئی چیز کھلاتا ہے، پھر انہیں اپنے پاس بلالیتا ہے تو اس کا نظم و نسق اس شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو خلیفہ وقت ہو، اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مال کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں، یہ تمام تفصیل سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جو سنا ہے، آپ اسے زیادہ جانتے ہیں، ~~چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔~~

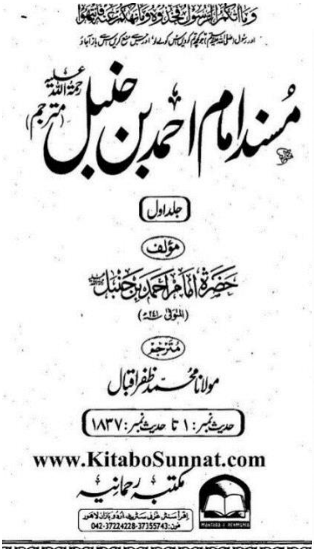

مسند امام احمد بن حنبل مترجم ۷۷ مسند الخلفاء الراشدین

فکر کرتے ہوں اور اپنے آقا کی خدمت میں بھی کسی قسم کی کمی نہ کرتے ہوں اور ان کے حقوق بھی مکمل طور پر ادا کرتے ہوں۔

(۱۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَبْد اللَّهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَا بَلْ أَهْلُهُ قَالَتْ فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ [قال ابن كثير: ففي لفظ هذا الحديث غرابة ونكارة. قال الألباني: حسن (أبوداود: ۲۹۷۳)] [راجع: ۹]

(۱۴) ابوالطفیل کہتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ نبی علیہ السلام کے وارث آپ ہیں یا نبی علیہ السلام کے اہل خانہ؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نبی علیہ السلام کے اہل خانہ ہی ان کے وارث ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو پھر نبی علیہ السلام کا حصہ کہاں ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کوئی چیز کھلاتا ہے، پھر انہیں اپنے پاس بلا لیتا ہے تو اس کا نظم ونسق اس شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو خلیفۂ وقت ہو، اس لیے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مال کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں، یہ تمام تفصیل سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام سے آپ نے جو سنا ہے، آپ اسے زیادہ جانتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔

متن میں الفاظ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔ موجود نہیں ہیں مترجم ظفر اقبال کی کذب بیانی ہے

احمد شاکر کہتے ہیں

إسناده صحيح، الوليد بن جميع هو الوليد بن عبد الله بن جميع، نسب إلى جده، وهو ثقة. أبو الطفيل هو عامر بن واثلة، من صغار الصحابة

اس کی اسناد صحیح ہیں الولید بن عبد اللہ بن جمیع، ثقہ ہے اور ابو الطفیل عامر بن واثلۃ، چھوٹے اصحاب رسول میں سے ہے شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اسناد حسن ہیں

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے اور کہا

ابن كثير في "البداية" 5 / 289 بعد أن أورد هذا الحديث عن "المسند": ففي لفظ هذا الحديث غرابة ونكارة، ولعله روي بمعنى ما فهمه بعض الرواة، وفيهم من فيه تشيُّع

اس حدیث میں الفاظ کی غرابت و نکارت ہے اور لگتا ہے بعض راویوں نے اس کو اپنے فہم پر روایت کیا ہے اور ان میں شیعیت ہے

راقم کہتا ہے مسند احمد کی روایت ضعیف ہے نہ الولید ثقہ ہے نہ ابو طفیل صحابی ہے۔ روایت کا متن منکر ہے – الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی ان کے وارث ہیں درست نہیں ہیں۔ انبیاء کے ورثاء نہیں ہوتے

صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق فاطمہ ایک بار رسول اللہ کے چچا عباس کے ساتھ ابو بکر سے فدک کا مطالبہ کرنے کے لیے گئیں تھیں۔

حدثنا عبد اللَّهِ بن مُحَمَّدٍ حدثنا هِشَامٌ أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِي عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيهِمَا السَّلَام أَتَيا أَبَا بَكْرٍ يلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا من رسول اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَهُمَا حِينَئِذٍ يطْلُبَانِ أَرْضَيهِمَا من فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا من خَيبَرَ فقال لَهُمَا أبو بَكْرٍ سمعت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يقول لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إنما يأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ من هذا الْمَالِ قال أبو بَكْرٍ والله لَا أَدَعُ أَمْرًا رأيت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يصْنَعُهُ فيه إلا صَنَعْتُهُ قال فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فلم تُكَلِّمْهُ حتى مَاتَتْ.

عَائِشَةَ نے کہا ہے کہ : فاطمہ اور عباس دونوں ابو بکر کے پاس آئے اور انھوں نے اس سے رسول اللہ کی میراث کا مطالبہ کیا اور انھوں نے اس سے باغ فدک اور خیبر کے اپنے حصے کو بھی طلب کیا تھا۔ ابو بکر نے ان دونوں سے کہا کہ : میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ : ہم انبیاء اپنے مرنے کے بعد کوئی میراث نہیں چھوڑتے، ہم جو بھی چیز چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتی ہے، اور رسول اللہ کی آل بھی ان سے استفادہ کرتی ہے، ابو بکر نے کہا کہ : اللہ کی قسم جو کام رسول اللہ انجام دیتے تھے، میں ہر گز اسکو ترک نہیں کروں گا، یعنی میں بھی وہی کام انجام دوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ : فاطمہ یہ بات سن کر ابو بکر سے ناراض ہو گئیں اور مرتے دم تک اس سے بات نہیں کی تھی۔

صحیح بخاری حدیث 6726 میں ہے

فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ فاطمہ نے ابو بکر کو چھوڑ دیا اور ان سے بات نہ کرتیں یہاں تک کہ موت ہوئی

اس کے بر عکس احمد شاکر اور شعیب الأرنؤوط دونوں مسند احمد کی اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں

وقد روينا عن أبي بكر رضى الله عنه أنه ترضى فاطمة وتلاينها قبل موتها، فرضيت، رضى الله عنها

اور ہم سے روایت کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ وہ فاطمہ سے راضی تھے اور ان کو اپنے موقف پر لائے پس وہ راضی ہوئیں رضی اللہ عنہا

اس طرح ان دونوں نے صحیح بخاری کی حدیث کا انکار کیا[5]

---

5

سنن الکبری بیہقی کی روایت ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ , ثنا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ , ثنا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَتَكِيُّ بِنَيْسَابُورَ، ثنا أَبُو ضَمْرَةَ , عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ , عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا فَاطِمَةُ، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ، فَقَالَتْ: أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَتْ لَهُ , فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّاهَا وَقَالَ: " وَاللهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْأَهْلَ وَالْعَشِيرَةَ إِلَّا ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللهِ وَمَرْضَاةِ رَسُولِهِ وَمَرْضَاتِكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ "، ثُمَّ تَرَضَّاهَا حَتَّى رَضِيَتْ هَذَا مُرْسَلٌ حَسَنٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

الشَّعْبِيِّ نے کہا جب فاطمہ بیمار ہوئیں تو ابو بکر آئے اور اندر انے کی اجازت طلب کی پس علی نے فاطمہ سے کہا اجازت دے دوں ؟ فاطمہ نے کہا ہاں پس ابو بکر داخل ہوئے اور ان کی عی ادت کی - پھر ابو بکر کہنے لگے کہ اللہ کی قسم خدا تعالی اور رسول اللہ کی خاطر اور تمہاری خوشنودی کیلئے ہم نے اپنا گھر بار مال دولت عزیز و اقربا کو چھوڑا (اس طرح کی کلام جاری رہی حتی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خوش اور رضا مند ہو گئیں۔
بیہقی نے کہا سند مرسل صحیح ہے اسناد صحیح ہیں

راقم کہتا ہے سند منقطع ہے الشَّعْبِيِّ کا سماع علی سے نہیں ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أبي الطفيل؟ قَال: نَعم.

**مغیرۃ، ابی طفیل کی روایات کا انکار کرتے تھے**

ابو طفیل آخری عمر میں المختار الثقفی کذاب کے ساتھ تھے جس کا قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کرایا

فدک و خیبر کے باغات صرف اہل بیت کے لئے نہیں تھے ان میں غیر اہل بیت یتیم، حاجت مند اور مسافروں کا بھی حق تھا لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو اہل بیت کو نہیں دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا عمر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کا انتظام علی اور عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس شرط پر دیا کہ یہ اس کو انہی مدوں میں خرچ کریں گے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ فاطمہ اور عبّاس دونوں ابو بکر صدیق کے پاس آئے آپ کا ترکہ مانگتے تھے یعنی جو زمین آپ کی فدک میں تھی اور جو حصہ خیبر کی اراضی میں تھا طلب کر رہے تھے۔ ابو بکر نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ بات یہ ہے کہ محمد کی آل اس میں سے کھاتی پیتی رہے گی۔ ابو بکر نے یہ فرمایا کہ اللہ کی قسم جس نے رسول اللہ کو جو کام کرتے دیکھا میں اسے ضرور کروں گا اسے کبھی چھوڑنے کا نہی

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

فقال لها أبو بكر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا نورث، ما تركنا صدقة»، فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهجرت أبا بكر، فلم تزل مهاجرته حتى توفيت، وعاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر

رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے رسول کی وفات کے بعد میراث طلب کی جس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ صدقہ ہے اس پر فاطمۂ ناراض ہوئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک خلیفۂ اول کو چھوڑا (ترک کلام رکھا) یہ رسول اللہ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہی

یہی مطالبہ امہات المومنین نے بھی ابو بکر سے کرنا چاہا

عن عائشه أن أزواج النبى صلى اللہ عليه وسلم حين توفى رسول اللہ صلى اللہ عليه وآله وسلم أردن أن يبعثن عثمان إلى أبى بكر يسألنه ميراثهن فقالت عائشة أليس قد قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم لا نورث ماتركنا صدقة»(صحيح بخارى كتاب الفرائض باب قول النبى لانورث ماتركنا صدقة)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ کی بیویوں نے یہ ارادہ کیا کہ عثمان کو ابو بکر کے پاس بھیجیں اور اپنے ورثہ کا مطالبہ کریں تو اس پر میں ان کو کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے: ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

شیعوں نے روایات گھڑیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کا باغ فاطمہ کو دے دیا تھا- اس قسم کی بعض روایات اہل سنت کی کتب میں بھی ہیں مثلا مسند ابو یعلی میں ہے

قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هُوَ مَا قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ} [الإسراء: 26] دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ

**ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ذوی القربی کا حصہ انکو عطا کر دیں تو رسول اللہ نے فاطمہ کو اپنے پاس بلا کر فدک انکو عطا کر دیا**

سعید بن خثیم الہلالی پر الازدی کا کہنا ہے یہ منکر الحدیث ہے- سند میں عطیہ العوفی بھی سخت مجروح ہے اور متروک ہے

فتوح البلدان از اِحمد بن يحيىٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری (المتوفى: 279ھ-) میں ہے

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْمُكْتِبُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ جَعْوَنَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ فَاطِمَةُ لأَبِي بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِي فَدَكَ فأعطنى إياها وَشَهِدَ لَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَسَأَلَهَا شَاهِدًا آخرَ فَشَهِدَتْ لَهَا أُمُّ أَيْمَنَ، فَقَالَ قَدْ عَلِمْتِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ أَنَّهُ لا تَجُوزُ إِلا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وامرأتين فانصرفت.

**مَالِک بْنِ جَعْوَنَۃَ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہا فاطمہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فدک کو مجھ کو دے دیا تھا اور علی نے اس کی گواہی دی اور دوسری گواہی ام یمن نے دی پس کہا کہ اے بنت رسول اسلام میں دو مردوں کی گواہی درکار ہے اور یہ تو ایک مرد، ایک عورت ہے لہٰذا وہ پھر چلی گئیں**

سند میں مَالِک بْنِ جَعْوَنَۃَ اور اس کا باپ مجہول ہیں

اسی کتاب میں دوسری سند ہے

وو حدثني رَوْحٌ الْكَرَابِيسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ رَجُلٍ حَسِبَهُ رَوْحٌ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْطِنِي فَدَكَ فَقَدْ جَعَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي فَسَأَلَهَا الْبَيِّنَةَ فَجَاءَتْ بِأُمِّ أَيْمَنَ وَرَبَاحٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدَا لَهَا بِذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الأَمْرَ لا تَجُوزُ فِيهِ إِلا شَهَادَةُ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ.

خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ نے ایک آدمی سے روایت کیا، اس کا گمان ہے کہ وہ روح امام جعفر بن محمد تھی: فاطمہ نے ابو بکر سے کہا کہ: رسول اللہ نے فدک کو مجھے دیا تھا، لہٰذا تم اس فدک کو مجھے واپس کر دو۔ یہ سن کر ابو بکر نے ان سے گواہوں کو طلب کیا۔ اس پر فاطمہ نے ام ایمن اور رسول خدا کے غلام رباح کو پیش کیا اور انھوں نے گواہی دی ہے کہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم کے مطابق فدک کو فاطمہ کو عطا کیا تھا۔ اس پر ابو بکر نے کہا کہ: وہ گواہی قابل قبول ہوتی ہے کہ جو دو مرد اور ایک عورت گواہی دیں۔

خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ ایک کوفی ہے جس کی ملاقات امام جعفر سے نہیں ہے اور اس نے روح سے روایت کیا؟؟ عجیب سند ہے

محدثین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور مختلط ہو گیا تھا

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عباس، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى يقول: خالد الإسكاف ضعيف

شیعہ کتاب اِصحاب الامام الصادق (ع) - عبد الحسین الشبستری میں ہے

من ضعفاء محدثي العامة   اس کا شمار عام ضعیف محدثین میں ہے

ساتویں صدی کے اِبو العباس، اِحمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری (المتوفی: 694ھ) نے کتاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ میں درج کیا ہے

و عن عبد الله بن أبى بكر بن عمرو بن حزم عن أبيه قال جاءت فاطمة إلى أبى بكر فقالت اعطنى فدك فإن رسول الله صلى الله عليه و سلم وهبها لى قال صدقت يا بنت رسول الله صلى الله عليه و سلم ولكنى رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقسمها فيعطى الفقراء والمساكين وابن السبيل بعد ان يعطيكم منها.

فاطمہ نے ابو بکر سے کہا کہ: رسول اللہ نے فدک کو مجھے دیا تھا، لہٰذا تم اس فدک کو مجھے واپس کر دو۔ ابو بکر نے کہا کہ: اے رسول اللہ کی بیٹی، آپ نے صحیح کہا ہے، لیکن میں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ نے فدک میں سے آپ کے حصے کو دینے کے بعد، اسکو فقراء، مساکین اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

راقم کہتا ہے اس قول کی سند نہیں دی گئی

انساب الاشراف از بلازری میں ہے

الْمَدَائِنِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ مَوْلَى خُزَاعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ حِينَ بُويعَ فَقَالَتْ: ان أم أيمن، ورباح يَشْهَدَانِ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي فَدَكَ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا خَلَقَ اللَّهُ أَحَبَّ إِلَيَّ

مِنْ أَبِيكِ، لَوَدِدْتُ أن القيامة قامت يوم مات، ولئن تَفْتَقِرَ عَائِشَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَفْتَقِرِي، أَفَتَرَيْنِي أُعْطِي الأَسْوَدَ وَالأَحْمَرَ حُقُوقَهُمْ وَأَظْلِمُكِ وَأَنْتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ إِنَّمَا كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ فَحَمَّلَ مِنْهُ أَبُوكِ الرَّاجِلَ وَيُنْفِقُهُ فِي السَّبِيلِ، فَأَنَا إِلَيْهِ بِمَا وَلِيَهُ أَبُوكِ، قَالَتْ: وَاللَّهِ لا أُكَلِّمُكَ قَالَ: وَاللَّهِ لا أَهْجُرُكِ. قَالَتْ وَاللَّهِ لأَدْعُوَنَّ اللَّهَ عَلَيْكَ، قَالَ: لأَدْعُوَنَّ اللَّهَ لَكِ.

موسی بن عقبہ نے کہاہے کہ جب ابو بکر کی بیعت ہو گئی تو فاطمہ اس کے پاس گئیں اور اس سے فرمایا کہ: ام ایمن اور رباح گواہی دینے کو تیار ہیں، رسول اللہ نے فدک کو مجھے عطا کر دیا تھا۔ ابو بکر نے کہا کہ: اللہ کی قسم اللہ نے میرے لیے تمہارے باپ سے بڑھ کر کسی کو محبوب خلق نہیں کیا، میں تو چاہتا تھا کہ انکی وفات والے دن، قیامت برپا ہو جاتی۔ میں عائشہ کو تو فقیر اور محتاج دیکھ سکتا ہوں، لیکن میں تم کو فقیر اور محتاج نہیں دیکھ سکتا۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں سرخ اور کالے لوگوں کو تو انکے حقوق عطا کرتا ہوں اور میں تم کو تمہارا حق نہیں دوں گا؟ حالانکہ کہ تم رسول اللہ کی بیٹی ہو۔ اس مال (یعنی باغ فدک) پر تمام مسلمانوں کا حق ہے، اور تمہارے والد نے فدک کو اللہ کی راہ میں مجاہدین پر انفاق کر دیا تھا (یعنی رسول اللہ فدک کی آمدنی کو جنگ میں مجاہدین پر خرچ کرتے تھے،) میں بھی وہی کام انجام دوں گا جو تمہارے والد انجام دیتے تھے۔ یہ سن کر فاطمہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم آج کے بعد میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ ابو بکر نے کہا کہ: اللہ کی قسم میں تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ فاطمہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم، میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔ ابو بکر نے کہا کہ: میں بھی تمہارے لیے دعا کروں گا

موسی بن عقبہ، امام مالک جے دور کے ایک مورخ تھے اور یہ حدیث میں مضبوط راوی نہیں ہیں

سند میں سعید بن خالد مجہول الحال ہے

سَعِيد بْن خالد الخزاعی مدینی. پر الکامل از ابن عدی میں ہے کہ اس پر امام بخاری کی جرح ہے

حَدَّثَنَا الجنيدي، حَدَّثَنا البُخارِيّ قال سَعِيد بْن خالد الخزاعي مديني سمع عَبد اللَّه بْن الفضل سمع منه عَبد الملك الجدي فيه نظر.

قَالَ الشَّيْخُ: وهذا الذي ذكره البُخارِيّ إنما يشير إلى حديث واحد يرويه عنه عَبد الملك الجدي، وَهو يعرف به، ولاَ يعرف له غيره.

طبقات الکبری از سعد میں ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بُويِعَ لأَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ مَعَهَا عَلِيٌّ فقالت: ميراثي من رسول الله أبي. ص! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِنَ الرِّثَّةِ أَوْ مِنَ الْعُقَدِ؟ قَالَتْ: فَدَكُ وَخَيْبَرُ وَصَدَقَاتُهِ بِالْمَدِينَةِ أَرِثُهَا كَمَا يَرِثُكَ بَنَاتُكَ إِذَا مِتَّ! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبُوكِ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنِّي وَأَنْتِ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ بَنَاتِي. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: لا نُورَثُ. مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. يَعْنِي هَذِهِ الأموال القائمة. فتعلمين أن أباك أعطاكها. فو الله لَئِنْ قُلْتِ نَعَمْ لأَقْبَلَنَّ قَوْلَكِ وَلأُصَدِّقَنَّكِ! قَالَتْ: جَاءَتْنِي أُمُّ أَيْمَنَ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهُ أَعْطَانِي فَدَكَ. قَالَ: فَسَمِعْتِهِ يَقُولُ هِيَ لَكِ؟ فَإِذَا قُلْتِ قَدْ سَمِعْتُهُ فَهِيَ لَكِ فَأَنَا أُصَدِّقُكِ وَأَقْبَلُ قَوْلَكِ! قَالَتْ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ مَا عِنْدِي

زید بن اسلم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عمر نے کہا کہ: جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسی دن ابو بکر کی بیعت کی گئی۔ اس کے دوسرے دن فاطمہ، علی کے ساتھ ابو بکر کے پاس گئیں اور ان سے کہا: میں تم سے

اپنے والد کی میراث کو طلب کرنے کے لیے آئی ہوں۔ ابو بکر نے کہا اپنے والد کی میراث یا العُقَدِ؟ فاطمہ نے کہا: فدک، خیبر اور انکے مدینے کے صدقات میراث کے طور پر اب مجھے ملیں گے، جس طرح کہ تیرے مرنے کے بعد تمہاری میراث تمہاری بیٹیوں کو ملے گی۔ ابو بکر نے کہا اللہ کی قسم تیرے والد مجھ سے بہتر ہیں اور تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو اور رسول اللہ نے فرمایا ہے ہم انبیاء اپنے مرنے کے بعد کوئی چیز میراث کے طور پر نہیں چھوڑتے، ہم جو بھی چھوڑتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے

ہشام بن سعد المدنی سند میں بعض محدثین متروک و ضعیف ہے

«قال عبد الله بن أحمد: سألته (يعني أباه) عن هشام بن سعد، قال: كذا و كذا، و كان يحيى لا يروي عنه. «العلل

«وقال أبو داود: سمعت أحمد قال: كان يحيى لا يحدث عن هشام بن سعد. «سؤالاته

اس روایت کے مطابق بیعت ابو بکر کے دوسرے دن ہی مطالبہ ہو رہا تھا کہ فدک عطا کر دیا جائے اس وقت تک تدفین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں ہوئی تھی - ایسا ممکن نہیں کہ یہ روایت صحیح ہو لہذا اس میں شک نہیں کہ یہ گھڑی ہوئی ہے دوم یہی راوی زید بن اسلم بیان کرتا ہے کہ بیعت ابو بکر کے بعد علی کو گھر جا کر دھمکی دی گئی - شیعہ کہتے ہیں اس میں دروازہ ٹوٹا، فاطمہ کا حمل ضائع ہوا لہذا یہ سب کیسے ممکن ہے کہ یہ سب ایک ہی دن میں ہوا ہو؟ ظاہر ہے شیعوں نے روایات ایجاد کیں اور اوپر یہ سب مضطرب روایات درج کی جا چکی ہیں

طبقات ابن سعد کی ہی ہشام بن سعد المدنی کی ایک اور روایت میں ہے کہ امام جعفر نے قصہ سنایا کہ فاطمہ علی اور عبّاس کو بھی ساتھ لے کر گئیں تھیں

اخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا وَ جَاءَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَطْلُبُ مِيرَاثَهُ وَجَاءَ مَعَهُمَا عَلِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، وَمَا كَانَ النَّبِي يَعُولُ فَعَلَى، فَقَالَ عَلِي: وَرِثَ سُلَيمَانُ دَاوِدَ، وَقَالَ زَكَرِيا: يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ هَكَذَا وَأَنْتَ وَاللَّهِ تَعْلَمُ مِثْلَمَا أَعْلَمُ، فَقَالَ عَلِي: هَذَا كِتَابُ اللَّهِ يَنْطِقُ! فَسَكَتُوا وَانْصَرَفُوا.

فاطمہ ابو بکر کے پاس آئیں اور اپنی میراث کو اس سے طلب کیا اور عباس بن عبد المطلب بھی ابو بکر کے پاس گئے اور اس نے بھی اپنی میراث کو طلب کیا، اور علی بھی انکے ساتھ تھے۔ابو بکر نے کہا کہ: رسول اللہ نے فرمایا تھا ہم انبیاء اپنے مرنے کے بعد کوئی میراث نہیں چھوڑتے، ہم جو بھی چیز چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتی ہے، اور جو کام اللہ خدا انجام دیتے تھے، میں بھی وہی کام انجام دوں گا۔ علی نے کہا سلیمان نے داود سے میراث پائی ہے، اور زکریا نے بھی فرمایا تھا کہ: اے رب مجھے ایک ایسا جانشین عطا فرما کہ جو مجھ سے اور آل یعقوب سے میراث پائے۔ابو بکر نے کہا ایسا تو تھا اور اللہ کی قسم تم بھی میری طرح جانتے ہو۔ علی نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے کہ جو کلام کرتی ہے۔اسکے بعد سب خاموشی سے وہاں سے واپس آ گئے۔

اس کی سند منقطع ہے –امام جعفر نے دور ابو بکر نہیں دیکھا

راقم کہتا ہے سلیمان اس علم کے وارث ہوئے تھے جو داود کے پاس تھا یعنی زبور کے اور اسی طرح زکریا علیہ السلام نے بھی علم ہدایت کا سوال کیا تھا کہ میرے موالاہ بد کردار ہیں ان کے حوالے سے خوف ہے کہ وہ علم ہدایت پر قائم نہ رہ سکیں گے- زکریا علیہ السلام تو ہیکل سلیمانی میں ایک امام کی طرح تھے ان کے پاس بادشاہت نہیں تھی جس کے ختم ہونے کا ڈر ہو

شیعوں نے جھوٹ گھڑا- تفسیر نور ثقلین میں ہے

في تفسير على بن ابراهيم " وانى خفت الموالى من ورائى " يقول : خفت

الورثة من بعدى و كانت امرأتى عاقرا ولم يكن يومئذ لزكريا ولد يقوم مقامه ويرثه

و كانت هدايا بنى اسرئيل ونذورهم للاحبار ، وكان زكريا رئيس الاحبار و كانت

امرأة زكريا اخت مريم بنت عمران بن ماثان ، ويعقوب بن ماثان وبنو ماثان اذ ذاك

رؤساء بنى اسرائيل وبنو ملوكهم من ولد سليمان بن داود

تفسیر قمی میں ہے زکریا نے کہا میں بعد وفات اپنی وراثت کے حوالے سے خوف میں ہوں میری بیوی بانجھ ہے اور ان دنوں زکریا کی اولاد نہیں تھی کہ وارث ہوتی اور ان کے پاس بنی اسرائیل سے ملنے والے تحائف اور احبار کی نذر تھیں اور زکریا تو احبار کے سردار تھے اور ان کی بیوی یہ مریم بنت عمران بن ماثان کی بہن تھیں اور یعقوب بن ماثان اور بنو ماثان یہ بنی اسرائیل کے سردار تھے جو داود کی نسل سے تھے[6]

---

[6] تفسیر الصافی میں نام الگ ہے

راقم کہتا ہے یہ اقوال بے سر و پا ہیں- اول مریم کا تعلق بنی ہارون سے تھا اور اگر زوجہ زکریا بھی مریم کی بہن تھیں تو قرآن کے مطابق یہ بھی بنی ہارون سے تھیں اور بنی اسرائیل میں بادشاہت بنو ہارون میں کبھی بھی نہیں رہی- دوم زکریا کے پاس ندز و تحائف کیا ہو سکتے تھے؟ کوئی زمینی و باغ کی جائیداد نہیں تھی بلکہ نذر جو ہیکل میں آتے تھے وہ آگ میں جلا کر بھسم کر دیے جاتے تھے جن کو سوختنی قربانی کہا جاتا تھا

شیعہ تفسیر الامثل فی تفسیر کتابِ اللهِ المُنزَل از نَاصِر مکارم الشِیرازی میں ہے

فإن زوجة زكريا كانت من أسرة سليمان بن داود، وبملاحظة الثروة الطائلة لسليمان بن داود، فقد كان لها نصيب منها.

زکریا کی بیوی یہ شاہی خاندان سلیمان بن داود کی نسل کی تھیں اور ان کے تحت وہ دولت وثروت تھی جو سلیمان بن داود کی تھی ان کو اس میں سے ایک حصہ ملا تھا

راقم کہتا ہے سلیمان کی سلطنت بابل کے بخت نصر کے حملہ میں برباد ہو چکی تھی- بنی اسرائیل کو غلام بنایا گیا تھا اور اس کے بعد جب یہ واپس گئے تو بھی بے سر و سامانی کی حالت تھی- اس پر اہل کتاب کی کتب میں کثیر حوالہ جات موجود ہیں- زکریا کا دور اس کے بھی چھ سو سال بعد کا دور ہے- اتنی مدت میں کوئی جائیداد نہیں رہتی-

وكانت هدايا بني إسرائيل ونذورهم للأحبار وكان زكريا رئيس الأحبار وكانت إمرأة زكريا اخت مريم بنت عمران بن ماتان ويعقوب بن ماتان وبنو ماتان إذ ذاك رؤساء بني إسرائيل وبنو ملوكهم وهم من ولد سليمان بن داود.

اہل سنت کی تفاسیر میں یہ قول رافضی الکلبی سے آتا ہے-البحر المديد فی تفسیر القرآن المجید از ابو العباس احمد بن محمد بن المہدی بن عجیبۃ الحسنی الأنجری الفاسی الصوفی (المتوفی: 1224ھ-) میں ہے

قال الكلبي: كان بنو ماثان رؤوس بني إسرائيل وملوكهم، وكان زكريا رئيس الأحبار يومئذ، فأراد أن يرث ولده حبُورته، ويرث من بني ماثان ملكهم

**کلبی نے کہا بنو ماثان یہ بنی اسرائیل کے سردار و حاکم تھے اور زکریا ان دنوں احبار کے سرادر تھے پس ان کا ارادہ ہوا کہ ان جو اولاد ان کی حبر کی وارث ہو اور بنی ماثان یہ ملک کے وارث ہوں**

کلبی کے اس قول سے معلوم ہوا کہ روافض کے نزدیک بنو ماثان کو بادشاہت ملے اس کی دعا زکریا علیہ السلام نے کی تھی- ہم کو معلوم ہے کہ قرآن میں ہے کہ زکریا کی دعا قبول ہوئی ایک لڑکا یحییٰ دیا گیا لیکن تاریخ سے یہ بھی معلوم ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا قتل ہوا اور بنو ماثان کو کوئی بادشاہت نہ ملی-اس طرح اگر زکریا کی دعا کا مدعا بادشاہت بنی ماثان تھا تو پھر دعا قبول ہی نہ ہوئی - ظاہر ہے زکریا کا مدعا بادشاہت کے لئے دعا کرنا نہیں تھا نہ کہ جائداد کا وارث مقرر کرنا تھا بلکہ مقصد علم کا وارث کرنا تھا[7]

---

7

| | |
|---|---|
| JEROBOAM1<br>930 - 909/ 928 - 907 | |
| | Rehoboam<br>930 - 913/ 928 - 911 |
| | *Abijam = Abijah*<br>913- 910/ 911 - 908 |
| | Asa<br>910 - 869/ 908 - 867 |
| Nadab<br>909 - 908/ 907 - 906 | |
| BAASHA<br>908 - 886/ 906 - 883 | |
| Elah<br>886 - 885/ 883 - 882 | |
| Zimri<br>885/882 | |
| [*Tibni*]<br>885 - 880/ 882 - 878 | |
| OMRI<br>885 - 874/ 882 - 871 | |
| Ahab<br>874 - 853/ 873 - 852 | |
| | Jehoshaphat<br>872 - 848+/ 870 - 846+ |
| Ahaziah<br>853 - 852/ 852 - 851 | |
| Jehoram<br>852 - 841/ 851 - 842 | |
| | Joram<br>853 - 841+/851 - 831+ |
| | *Ahaziah = Jehoahaz*<br>841/843 - 842 |
| JEHU<br>841 - 814/ 842 - 814 | |
| | [*Athaliah*]<br>841 - 835/ 842 - 836 |
| | *Joash = Jehoash*<br>835 - 796/ 836 - 798 |
| Jehoahaz<br>814 - 798/ 817 - 800 | |
| Jehoash<br>798 - 782/ 800 - 784 | |
| | Amaziah<br>796 - 767/ 798 - 769 |
| | *Azariah = Uzziah* |
| Jeroboam II<br>793 - 753+/ 788 - 747+ | |
| Zechariah<br>753 / 747 | |
| shallum<br>752/747 | |
| MENAHEM<br>752- 742/ 747 - 737 | |
| Pekah<br>740 - 732/ 735 - 732 | |
| | Jotham<br>750- 735/ 759 - 743 |
| | Ahaz=Jehoahaz I<br>735 - 715/ 743 - 727 |
| Hoshea<br>732 - 723/ 732 - 724 | |
| | Hezekiah<br>715 - 686/ 727 - 698 |
| | Manasseh<br>697 - 642/ 698 - 642 |
| | Amon<br>642 - 640/ 641 - 640 |
| | Josiah<br>640 - 609/ 639 - 609 |
| | JehoahazII= Shallum<br>609/ 609 |
| | Jehoiakim=Eliakim<br>609 - 598/ 608 - 598 |
| | Jehoiachin=(Je)coniah<br>598 - 597/ 598 |
| | Zedekiah=Mattaniah<br>597 - 586/ 596 - 586 |

یہ سلیمان علیہ السلام سے حشر اول تک کے حکمرانوں کی لسٹ ہے جو مملکت یہودا اور اسرائیل کی الگ الگ ہے- اس کو کتاب سلاطین اور تواریخ سے مرتب کیا گیا ہے- مملکت اسرائیل قریب ۲۰۰ سال رہی اور مملکت یہودا قریب ۳۴۳ سال رہی - آخری حاکم جو یہودا پر تھا اس کا نام صدقیاہ یا ماثان لیا جاتا ہے -

یہاں تک اہم نکتہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے رحبوم حاکم ہوئے تھے اور پھر مملکت دو حصوں میں بٹ گئی تھی ایک شمالی ریاست تھی جس کو مملکت اسرائیل کہا جاتا تھا جس میں دس قبائل رهتے تھے - ایک جنوبی ریاست تھی جس میں یروشلم تھا اور صرف دو قبائل یہودا اور بن یامین اس میں رہتے تھے - شمال کی سلطنت کو اشوریوں نے بابل کے حملہ سے ڈیڑھ سو سال پہلے تباہ کر دیا تھا - قابل غور جے کہ بقول شیعہ راوة بنی ماثان سے زکریا یا ان کی بیوی کا تعلق تھا یعنی یہ جنوبی ریاست کے آخری بادشاہ کی نسل سے تھے

ماثان کا نام انگریزی میں

Mattaniah

ہے اور اسی کو

Zedekiah

بھی کہا جاتا ہے -

بائبل کی کتاب جو یرمیاہ نبی سے منسوب ہے اس میں ہے کہ بنی ماثان کے باپ یہویاکین کی نسل میں سے بادشاہت ختم ہو جائے گی

24 رب فرماتا ہے، ”اے یہوداہ کے بادشاہ یہویاکین** بن یہویقیم، میری حیات کی قسم! خواہ تُو میرے دہنے ہاتھ کی مہردار انگوٹھی کیوں نہ ہوتا تو بھی مَیں تجھے اُتار کر پھینک دیتا۔ 25 مَیں تجھے اُس جانی دشمن کے حوالے کروں گا جس سے تُو ڈرتا ہے یعنی بابل کے بادشاہ نبوکدنضر اور اُس کی قوم کے حوالے۔ 26 مَیں تجھے تیری ماں سمیت ایک اجنبی ملک میں پھینک دوں گا۔ جہاں تم پیدا نہیں ہوئے وہیں وفات پاؤ گے۔ 27 تم وطن میں واپس آنے کے شدید آرزومند ہو گے لیکن اُس میں کبھی نہیں لَوٹو گے۔“

راقم کے نزدیک یہ آیات گھڑی ہوئی ہیں - اصلا یہود کے فرقے اپس میں لڑتے رہتے تھے کہ بادشاہت کس کی نسل میں رہے گی - بعض داود کی نسل میں مانتے تھے اور بعض یوسف کی نسل میں مانتے تھے - جن روافض نے زکریا علیہ السلام کے حوالے سے اس بات کو گھڑا ہے کہ وہ بنی ماثان میں سے یعنی نسل داود میں بادشاہت کے متمنی تھے وہ اصلا اس یہودی فرقہ کے ہیں جو نسل داود میں بادشاہت چاہتا تھا –

بعد میں یہی روافض راوی بیان کرتے ہیں کہ حسین کا خروج بھی شریعت داوو کی سر بلندی کے لئے تھا اور امام مہدی بھی شریعت محمدی کو کالعدم کریں گے شریعت داود کا اجراء کریں گے مثلا

اہل تشیع کی کتاب كلمات الإمام الحسين (ع) الشيخ الشريفي ، مختصر بصائر الدرجات- الحسن بن سليمان الحلي میں ہے

حدثنا إبراهيم بن هاشم، عن محمد بن خالد البرقي، عن ابن سنان أو غيره، عن بشير، عن حمران، عن جعيد الهمداني ممن خرج مع الحسين عليه السلام بكربلا، قال: فقلت للحسين عليه السلام جعلت

فداك بأي شئ تحكمون. قال [عليه السلام]: يا جعيد نحكم بحكم آل داود، فإذا عيينا عن شئ تلقانا به روح القدس

جعيد الهمداني جو امام حسين علیہ السلام کے خروج کربلا میں  ساتھ نکلے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام حسین سے پوچھا کہ آپ کس بات کا حکم کرتے ہیں ؟ حسین نے فرمایا ہم ائمہ ال داود کے حکم پر حکم کرتے ہیں- جب ہم کسی چیز کو تلاش کرتے ہیں تو ہم پر روح القدس سے القا کیا جاتا ہے

معلوم ہوا کہ سبائیوں اور روافض  کے  نزدیک حسین رضی اللہ عنہ  قرآن کی سر بلندی کے لئے نہیں بلکہ شریعت داودی کی سر بلندی کے لئے خروج کر رہے تھے – جعيد الهمداني کا تذکرہ  اہل سنت کی کتب میں موجود نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے یہ کوئی مجہول تھا

اہل تشیع کی کتاب الخرائج والجرائح از قطب الدين الراوندي میں امام ابو عبد اللہ کے کشف یا خواب کا ذکر ہے

وعن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن صفوان

بن يحيى ، عن أبي علي الخراساني ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله عليه السلام

قال : كأني بطائر أبيض فوق الحجر ، فيخرج من تحته رجل يحكم بين الناس بحكم آل

داود وسليمان ، ولايبتغي بينة

أبان بن تغلب نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں میں ایک سفید پرندہ پر ہوں چٹان پر اور میرے قدم سے نکلا جو لوگوں پر حکم کرے گا ال داود و سلیمان کی طرح اور شہادت طلب نہیں کرے گا

شیعوں کی معجم أحاديث المهدي میں ہے

سيأتي من مسجدكم هذا يعني مكة ثلثمائة وثلث ( ثلاثة ) عشر رجلا ،

يعلم أهل مكة أنه لم يلدهم آبائهم ولا أجدادهم ، عليهم السيوف مكتوب

على كل سيف كلمة تفتح ألف كلمة ، تبعث الريح فتنادي بكل واد : هذا

المهدي هذا المهدي ، يقضي بقضاء آل داود ولا يسأل عليه بينة

مسجد الحرام پر ۳۳۰ مرد آئیں گے جن کو اہل مکہ جانتے ہوں گے کہ یہ ان کے باپوں و دادا کی اولاد نہیں ان پر تلواریں ہوں گی جن پر ایک کلمہ لکھا ہو گا – اس کلمہ سے ہزار کلمے اور کھلیں گے ایک ہوا آئی گی جس سے وادی گونجے گی کہ یہ المہدی ہے یہ المہدی ہے یہ ال داود کے مطابق فیصلہ کرے گا اور گواہی طلب نہیں کرے گا

محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ،

. عن أبان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : – كما في رواية بصائر الدرجات الاولى

الارشاد : ص 365 – 366 – مرسلا ، عن عبدالله بن عجلان ، عنه عليه السلام ، إذا قام قائم

آل محمد صلي الله عليه وآله حكم بين الناس بحكم داود عليه السلام لا يحتاج إلى بينة ،

يلهمه الله تعالى فيحكم بعلمه ، ويخبر كل قوم بما استبطنوه ، ويعرف وليه من عدوه

. " بالتوسم ، قال الله سبحانه : إن في ذلك لآيات للمتوسمين وإنها لبسبيل مقيم

جب ال محمد قائم ہوں گے وہ لوگوں کے درمیان داود کے حکم پر حکم کریں گے ان کو شہادت کی ضرورت نہ ہو گی

شیعہ عالم الراوندی، قطب الدین (متوفی 573ھ-) نے کتاب الخرائج والجرائح، ج 1، ص 113، تحقیق و نشر: مؤسسة الإمام المهدي علیہ السلام - قم، الطبعة الأولى، 1409ھ-. میں اور باقر مجلسی کی کتاب بحار الانوار میں بلا سند ایک روایت میں ہے

فَلَمَّا دَخلَ عَلَى فَاطِمَةَ عليها السلام فَقَالَ يا بُنَيةِ إِنَّ اللهَ قَدْ أَفَاءَ عَلَى أَبِيكِ بِفَدَكَ وَ اخْتَصَّهُ بِهَا فَهِي لِي خَاصَّةً دُونَ الْمُسْلِمِينَ أَفْعَلُ بِهَا مَا أَشَاءُ وَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ لِأُمِّكِ خَدِيجَةَ عَلَى أَبِيكِ مَهْرٌ وَ إِنَّ أَبَاكِ قَدْ جَعَلَهَا لَكِ بِذَلِكِ وَ نَحَلْتُكِهَا تَكُونُ لَكِ وَ لِوُلْدِكِ بَعْدَكِ قَالَ فَدَعَا بِأَدِيمٍ عُكَاظِي وَ دَعَا عَلِي بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَقَالَ اكْتُبْ لِفَاطِمَةَ بِفَدَكَ نِحْلَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَ شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ عَلِي بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ مَوْلًى لِرَسُولِ اللَّهِ وَ أُمُّ أَيمَنَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله إِنَّ أُمَّ أَيمَنَ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ جَاءَ أَهْلُ فَدَكَ إِلَى النَّبِي صلى الله عليه وآله ،.....فَقَاطَعَهُمْ عَلَى أَرْبَعَةٍ وَ عِشْرِينَ أَلْفَ دِينَارٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ

---

مدعا یہ ہے کہ امام المہدی شریعت محمدی کے تحت فیصلہ کرنے کے پابند نہ ہوں گے بلکہ چونکہ قرآن میں تمام انبیاء کو ماننے کا ذکر ہے تو وہ اس میں شریعت داود پر عمل کریں گے-قرآن میں ہے کہ حدود میں گواہ لاو - لیکن ابن سبا اور روافض کے نزدیک یہ حکم داود علیہ السلام نے نہیں کیا ہے لہذا یہ گواہ طلب کرنا ختم کر دیا جائے گا

رسول اللہ (ص) جب غزوہ خیبر (سن ٦ ہجری) سے واپس آئے تو فاطمہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ: اے میری بیٹی اللہ تعالی نے فدک کو تیرے باپ کو بخشا ہے اور اس کے ساتھ خاص کیا ہے اور فدک میں کسی دوسرے مسلمان کا کوئی حق نہیں ہے۔ تم اس فدک کے بارے میں جو کچھ کرنا چاہتی ہو، انجام دے سکتی ہو، کیونکہ میں تیری ماں خدیجہ کو اس کا حق مہر ادا کرنے کا مقروض تھا، اسلیے میں فدک کو تیری ماں کے مہر کے بدلے میں تجھے عطا کرتا ہوں کہ یہ فدک تیرے لیے اور تیری اولاد کے لیے ہو گا۔ اسکے بعد ایک کھال کی بنی ہوئی چیز کو لے کر علی کو دیا اور ان سے فرمایا کہ: لکھو کہ رسول اللہ نے فدک کو اپنی بیٹی فاطمہ کو عطا کر دیا ہے۔ علی نے لکھنے کے بعد رسول اللہ کے غلام اور ام ایمن کو اس تحریر پر گواہ بنایا۔ رسول اللہ نے ام ایمن کے بارے میں فرمایا ہے کہ: ام ایمن اہل جنت میں سے ہے۔ اہل فدک آئے اور انھوں نے رسول اللہ کے ساتھ ہر سال میں 24،000 دینار دینے کے بدلے میں، اتفاق اور صلح کر لی۔

قابل غور ہے کہ جنگ خیبر سن ٦ ہجری میں فدک مال غنیمت میں سے ملا تھا اور اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں حیات تھیں۔ اِم کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا کی وفات سن ٩ ہجری شعبان میں ہوئی۔ رقیہ رضی اللہ عنہا کی سن ٢ ہجری میں ہوئی اور زینب رضی اللہ عنہا کی سن ٨ ہجری میں ہوئی۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیٹیاں حیات تھیں تو فدک صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مہر کے تحت نہیں مل سکتا

شیعہ عالم علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں آیت «فَآتِ ذَا الْقُرْبى حَقَّهُ وَ الْمِسْكِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ» کی تفسیر میں روایت درج کی ہے

حَدَّثَنِی أَبِی عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِیسَى وَ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ علیه السلام قَالَ لَمَّا بُویعَ لِأَبِی بَکْرٍ وَ اسْتَقَامَ لَهُ الْأَمْرُ عَلَى جَمِیعِ الْمُهَاجِرِینَ وَ الْأَنْصَارِ بَعَثَ إِلَى فَدَكَ فَأَخْرَجَ وَکِیلَ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله علیه و آله مِنْهَا- فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ علیها السلام إِلَى أَبِی بَکْرٍ، فَقَالَتْ یا أَبَا بَکْرٍ مَنَعْتَنِی عَنْ مِیرَاثِی مِنْ رَسُولِ اللَّهِ وَ أَخْرَجْتَ وَکِیلِی مِنْ فَدَكَ فَقَدْ جَعَلَهَا لِی رَسُولُ اللَّهِ صلى الله علیه و آله بِأَمْرِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهَا هَاتِی عَلَى ذَلِكَ شُهُوداً- فَجَاءَتْ بِأُمِّ أَیمَنَ فَقَالَتْ لَا أَشْهَدُ- حَتَّى أَحْتَجَّ یا أَبَا بَکْرٍ عَلَیكَ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله علیه و آله فَقَالَتْ أَنْشُدُكَ اللَّهَ، أَ لَسْتَ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله علیه و آله قَالَ إِنَّ أُمَّ أَیمَنَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى، قَالَتْ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله علیه و آله «فَآتِ ذَا الْقُرْبى‏ حَقَّهُ» فَجَعَلَ فَدَكَ لِفَاطِمَةَ بِأَمْرِ اللَّهِ- وَ جَاءَ عَلِی علیه السلام فَشَهِدَ بِمِثْلِ ذَلِكَ- فَکَتَبَ لَهَا کِتَاباً بِفَدَكَ وَ دَفَعَهُ إِلَیهَا- فَدَخَلَ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَذَا الْکِتَابُ فَقَالَ أَبُو بَکْرٍ: إِنَّ فَاطِمَةَ ادَّعَتْ فِی فَدَكَ وَ شَهِدَتْ لَهَا أُمُّ أَیمَنَ وَ عَلِی فَکَتَبْتُ لَهَا بِفَدَكَ، فَأَخَذَ عُمَرُ الْکِتَابَ مِنْ فَاطِمَةَ فَمَزَّقَهُ وَ قَالَ هَذَا فَیءُ الْمُسْلِمِینَ.....،

امام جعفر صادق نے کہا کہ: جب ابو بکر کی بیعت کی گئی اور ان کا امر خلافت مہاجرین و انصار میں مستحکم ہو گیا تو، انہوں نے باغ فدک کی طرف بھیجا اور انھوں نے باغ فدک میں کام کرنے والے فاطمہ کے وکیل کو وہاں سے نکال دیا۔ فاطمہ ابو بکر کے پاس گئیں اور اس سے فرمایا کہ: اے ابو بکر! تم نے مجھے رسول اللہ کی میراث سے محروم کر دیا ہے اور میرے وکیل کو بھی وہاں سے نکال دیا ہے، حالانکہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم کے مطابق فدک کو مجھے دیا تھا۔ ابو بکر نے کہا کہ: اپنے اس دعوی کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لے کر آؤ۔ فاطمہ نے ام ایمن کو پیش کیا۔ اس نے کہا کہ: میں رسول اللہ (ص) کے اس فرمان پر گواہی دیتی ہوں حتی کہ اس پر حجت کروں۔ ام ایمن نے کہا کہ: اے ابو بکر میں تم کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ سے نہیں سنا کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ: ام ایمن اہل جنت میں سے ہے؟ ابو بکر نے جواب دیا: ہاں سنا ہے، ام ایمن نے کہا کہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ: اللہ نے اپنے رسول کو وحی کی کہ اپنے ذوی القربی کا

حق ان کو دے دو، اس پر رسول اللہ نے فدک کو اللہ کے حکم کے مطابق اپنی بیٹی فاطمہ کو دے دیا، پھر علی آئے اور انھوں نے بھی ام ایمن کی طرح گواہی دی۔ یہ سن کر ابو بکر نے فاطمہ کے لیے ایک حکم نامہ لکھا اور انکو دیا کہ، جس میں لکھا تھا کہ، فدک انکو واپس کر دیا جائے۔ اسی وقت عمر، ابو بکر کے پاس آئے اور کہا: یہ کیسا حکم نامہ ہے؟ ابو بکر نے کہا کہ: فاطمہ نے فدک کے بارے میں ایک دعوی کیا تھا اور اپنے اس دعوی پر ام ایمن اور علی کو گواہی کے لیے بھی پیش کیا ہے اور انھوں نے گواہی دی ہے کہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم کے مطابق فدک کو زہرا کو عطا کیا تھا، میں نے اسی وجہ سے اس حکم نامے کو لکھ کر زہرا کو دیا ہے۔ یہ سن کر عمر نے فاطمہ سے حکم نامہ لے کر اسکو پھاڑ کر کہا کہ یہ فدک تمام مسلمانوں کا حق ہے

اس کی سند منقطع ہے عثمان بن عیسی اور ابی عبد اللہ علیہ السلام یعنی امام جعفر کے درمیان متعدد راوی غائب ہیں - یہ شیعہ کتب کو دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے کیونکہ دیگر روایات کی سندوں میں اس طرح اتا ہے

عثمان بن عيسى، عن عبد الله بن مسكان، عن بعض اصحابه، عن ابي عبد الله عليه السلام

عن عثمان بن عيسى عن حريز، عن محمد الحلبي، قال قلت لابي عبدالله عليه السلام

حماد بن عثمان کی سند سے بھی روایت ٹوٹی ہوئی ہے کیونکہ شیعہ کتب میں اسناد ہیں

عن حماد بن عثمان عن الحلبي عبدالله بن محمد عن مولينا ابى عبدالله عليه السلام

عن حمّاد بن عثمان، عن عمر بن يزيد، قال: قلت لأبي عبداللّه

ان اسناد سے واضح ہے کہ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى اور حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ کا سماع امام جعفر سے نہیں ہے

الکافی باب الفئ والانفال وتفسير الخمس وحدوده وما يجب فيه کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک فاطمہ کو دے دیا تھا- ابو الحسن موسى بن جعفر الکاظم کہتے ہیں

علي بن محمد بن عبدالله، عن بعض أصحابنا أظنه السياري، عن علي بن أسباط قال: لما ورد أبو الحسن موسى عليه السلام على المهدي رآه يرد المظالم فقال: يا أمير المؤمنين ما بال مظلمتنا لا ترد؟ فقال له: وما ذاك يا ابا الحسن؟ قال: إن الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه صلى الله عليه وآله فدك وما والاها، لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله " وآت ذا القربى حقه(1) " فلم يدر رسول الله صلى الله عليه وآله من هم، فراجع في ذلك جبرئيل وراجع جبرئيل عليه السلام ربه فأوحى الله إليه أن ادفع فدك إلى فاطمة عليها السلام، فدعاها رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها: يا فاطمة إن الله أمرني أن أدفع إليك فدك، فقالت: قد قبلت يا رسول الله من الله ومنك

فلم يزل وكلاؤها فيها حياة رسول الله صلى الله عليه فلما ولي أبو بكر أخرج عنها وكلاء ها، فأتته فسألته أن يردها عليها، فقال لها: ائتيني بأسود أو أحمر يشهد لك بذلك، فجاء ت بأمير المؤمنين عليه السلام وام أيمن فشهدا لها فكتب لها بترك التعرض، فخرجت والكتاب معها فلقيها عمر فقال: ما هذا معك يا بنت محمد؟ قالت كتاب كتبه لي ابن أبي قحافة، قال: أرينيه فأبت، فانتزعه من يدها ونظر فيه، ثم تفل فيه ومحاه وخرقه، فقال لها: هذا لم يوجف عليه أبوك بخيل ولا ركاب؟ فضعي الحبال(2) في رقابنا فقال له المهدي: يا أبا الحسن حدها لي، فقال: حد منها جبل احد، وحد منها عريش مصر، وحد منها سيف البحر وحد منها دومة

الجندل، فقال له، كل هذا؟ قال: نعم يا أمير المؤمنين هذا كله، إن هذا كله مما لم يوجف على أهله رسول الله صلى الله عليه وآله بخيل ولا ركاب، فقال كثير، وأنظر فيه.

اللہ تعالی نے اپنے نبی پر آیت وآت ذا القربی حقه نازل کی لیکن نبی کو معلوم نہ ہوا کہ کس کے بارے میں ہے پس جبریل سے اس پر رجوع کیا- جبریل نے اللہ سے رجوع کیا اور پھر اللہ کی جانب سے الوحی لے کر نازل ہوئے کہ فدک فاطمہ کو دیں —پس رسول اللہ نے فاطمہ کو بلایا اور ان سے کہا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فدک تم کو دے دوں — فاطمہ نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس کو قبول کرتی ہوں -اور رسول اللہ کی زندگی میں فدک فاطمہ کے پاس ہی رہا پھر جب ابو بکر والی ہوئے انہوں نے فاطمہ کے وکیلوں کو فدک سے نکلوا دیا- فاطمہ، ابو بکر کے پاس پہنچیں اور فدک کو واپس لوٹانے کا سوال کیا-ابو بکر نے ان سے کہا کسی کالے یا لال شخص کو لے آو، جو گواہی دے دے -پس یہ علی کے پاس گئیں اور ام ایمن کے پاس اور ان دونوں نے گواہی دی- پس ابو بکر نے حکم نامہ لکھ دیا- یہ لے کر فاطمہ نکلی ہی تھیں کہ عمر سے ملاقات ہو گئی اور عمر نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فاطمہ نے کہا ابن ابی قحافہ نے حکم جاری کر دیا ہے- عمر نے کہا ذرا دکھانا- عمر نے اس کو دیکھا اس کو خراب کیا مٹا دیا اور پھاڑا

اس کی سند میں ابہام ہے کہ اصحاب کون ہیں جن سے اس روایت کو سنا گیا- راوی کا گمان ہے یہ کوئی السیاری ہے-اس پر کتب رجال شیعہ میں سخت جرح موجود ہے مثلا کتاب سماء المقال فی علم الرجال- ابوالہدی الکلباسی میں ہے کہ یہ راوی

ضعیف، متہالک، غال، منحرف

ضعیف ہے ہلاک کرنے والا ہے منحرف ہے

الکنی والالقاب ج 1 از المحقق عباس القمی میں ہے

السیاری: احمد بن محمد بن سيار ابوعبدالله الكاتب البصري قال في حقه مشايخ الرجال انه كان من كتاب آل طاهر في زمن أبي محمد " ع " ضعيف الحديث فاسد المذهب مجفو الرواية كثير المراسيل

الکافی کی اس روایت کے مطابق فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بحکم الہی بخش دیا گیا تھا۔

روایت کے مطابق یہ کسی کو بھی علم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ نے فاطمہ کو فدک بخش دیا تھا لہذا الکافی کی روایت کے مطابق ابو بکر نے فاطمہ کو کہا کہ گواہ لاؤ اور ان کے حق میں علی اور ام ایمن نے گواہی دی اور ابو بکر مان گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھ دی جس میں اس کا اکاؤنٹ فاطمہ کو دے دیا گیا لیکن جب وہ واپس جا رہی تھیں عمر رستے میں مل گئے انہوں نے فاطمہ سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے سب بتایا عمر نے چال چلی اور تحریر دیکھنے کا مطالبہ کیا اور جب تحریر دیکھی تو اس کو مٹا دیا

یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ بعض شیعان علی اس دور میں جس میں یہ روایت بیان ہوئی اتنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں تھے جتنے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے

دور عمر میں فدک کے باغ کا اکاونٹ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اس شرط پر دیا گیا کہ وہ اس میں سے غرباء کا حصہ نکالیں گے اور اسی طرح خرچ کریں گے جس طرح نبی علیہ السلام کرتے تھے ( صحیح بخاری )۔ پھر یہی صورت حال دور عثمان میں رہی اور پھر علی و حسن رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے تمام بیت المال و باغات ان کے قبضے میں چلے گئے۔ حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے معائدہ کے وقت بھی یقینا اس پر بات ہوئی ہو گی۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ بعد کے اموی خلفاء نے خروج اہل بیت کی وجہ سے یہ آسانی ان سے واپس لے لی اور پھر باغ فدک کو دور عمر بن عبد العزیز میں اہل بیت یعنی بنو عباس و حسین و حسن کو واپس دیا گیا (تاریخ دمشق از ابن عساکر )۔

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ , أنا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ , ثنا أَبُو دَاوُدَ , ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ , ثنا جَرِيرٌ , عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكٌ، وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ، وَيُزَوِّجُ فِيهِ أَيِّمَهُمْ " وَإِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا، فَأَبَى، فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانُ , ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ، يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ الشَّيْخُ: إِنَّمَا أُقْطِعَ مَرْوَانُ فَدَكًا فِي أَيَّامِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَأَنَّهُ تَأَوَّلَ فِي ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا أَطْعَمَ اللهُ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ، وَكَانَ مُسْتَغْنِيًا عَنْهَا بِمَالِهِ فَجَعَلَهَا لِأَقْرِبَائِهِ , وَوَصَلَ بِهَا رَحِمَهُمْ " , وَكَذَلِكَ تَأْوِيلُهُ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَذَهَبَ آخَرُونَ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِذَلِكَ التَّوْلِيَةُ وَقَطْعُ جَرَيَانِ الْإِرْثِ فِيهِ , ثُمَّ تُصْرَفُ فِي مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ , كَمَا كَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ، وَكَمَا رَآهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ رَدَّ الْأَمْرَ فِي فَدَكٍ إِلَى مَا كَانَ. وَاحْتَجَّ مَنْ ذَهَبَ إِلَى هَذَا بِمَا رَوَيْنَا فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكٌ فَأَمْسَكَهُمَا [ص:492] عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلَى وَلِيِّ الْأَمْرِ، فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْآنَ

الْمُغِيرَةِ بْنِ مِقْسَمٍ الضَّبِّيّ المتوفی 136 ھ- نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز نے بنو مروان کو جمع کیا جب وہ خلیفہ ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا اور وہ اس میں سے انفاق کرتے تھے اور اس کو بنی ہاشم کی دیتے اور اس سے ان کی لونڈیوں کی شادیاں کرتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سوال کیا کہ یہ ان کو دے دیا جائے تو رسول اللہ نے انکار کیا اور یہ حیات النبی کا دور تھا حتی کہ ایسا ہی چلا، پھر ابو بکر خلیفہ ہوئے انہوں نے وہی عمل جاری رکھا

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جاری رکھا ہوا تھا، پھر عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی ویسا ہی عمل کیا جیسا چلا آ رہا تھا، پھر مروان نے اس کو کاٹا جو عمر بن عبد العزیز تک آیا، عمر بن عبد العزیز نے کہا میں نے دیکھا کہ جس کام سے رسول اللہ نے فاطمہ تک کو منع کر دیا ہو اس میں میرا کیا حق ہے؟ اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس فدک کا انتظام ایسا ہی کروں گا جیسا کہ تھا یعنی دور نبوی میں

امام بیہقی نے کہا: فدک کو مروان نے دور عثمان میں کاٹا تھا اور انہوں نے تاویل کی تھی کہ جو رسول اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ اپنے نبی کو کھلاتا ہے تو یہ پھر نبی کے بعد بھی رہتا ہے اور اس سے امتی غنی ہوتے ہیں اور یہ قربت داروں کا ہو جاتا ہے اور رشتہ داری کو جوڑتا ہے اور کثیر اہل علم اس کی یہ تاویل کی اور دوسرے اس طرف گئے ہیں کہ کاموں میں خرچ کیا جائے گا جیسا ابو ان کی مراد ہے حق تولیت ہے اور وراثت نہ کرنا ہے اور پھر اس کو مسلمانوں کے بکر و عمر نے کیا اور ایسا ہی عمر بن عبد العزیز نے دیکھا اور کہا میں اس کو دور نبوی جیسا کروں گا اور بعض دوسروں نے دلیل لی حدیث زہری سے کہ خیبر و فدک کو چھوڑ رکھا عمر نے اور کہا یہ رسول اللہ کا صدقہ ہے اور اس کا اختیار ولی امر کے پاس ہے اور یہ اب تک ایسا ہی ہے

راقم کہتا ہے کہ روایت صحیح سند سے نہیں - نہ ابو بکر نے یہ کہا کہ نبی کے وراث رشتہ دار ہیں یہ ابو طفیل کا جھوٹ ہے -

اس کے بعد اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں ال حسین میں سے زید بن علی المتوفی ۱۲۸ھ کے خروج و فتنہ کی وجہ سے یہ آسانی واپس لے لی گئی - سن ۱۳۲ھ میں خود اہل بیت میں بنو عباس اقتدار میں آ گئے اور بنو عباس اور بنو حسین میں اس باغ کر جھگڑا ہو گیا کہ یہ کس کو ملے گا - کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون (حکومت: سنہ ۲۱۸-۱۹۸ ہجری قمری) کے دور خلافت میں فدک صرف ال حسین کو دیا گیا اور ال حسن جو بنو فاطمہ میں سے ہیں ان کو نہیں دیا گیا - معجم البلدان از یاقوت الحموی میں بلا سند درج ہے

فلما كانت سنة 210 أمر المأمون بدفعها إلى ولد فاطمة وكتب إلى قُثم بن جعفر عامله على المدينة أنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى ابنته فاطمة رضي اللهّٰ عنها فدَك

جب سن ۲۱۰ ہجری تھا تو المأمون نے مدینہ پر اپنے گورنر قُثم بن جعفر کو حکم دیا کہ فدک کو فاطمہ کی اولاد (ال حسن و حسین) میں دیا جائے

فتوح البلدان از البلاذری میں بلا سند درج ہے

ولما كانت سنة عشر ومائتين أمر أمير المؤمنين المأمون عبد الله بن هارون الرشيد فدفعها إلى ولد فاطمة، وكتب بذلك إلى قثم بن جعفر عامله على المدينة

جن کو فدک ملا ان کا نام معجم البلدان از یاقوت الحموی میں ہے

محمد بن يحيى بن الحسين بن زيد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب

محمد بن عبد اللَه بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب

یعنی یہ صرف ال حسین کو دیا گیا جبکہ اس میں ال حسن کا بھی حصہ تھا- اغلبًا ان کو بنو عباس کے خلاف خروج کی بنا پر خارج کر دیا گیا ہو گا- مأمون کے بعد عباسی خلیفہ المتوکل نے دوبارہ فدک کو پہلی حالت یعنی حکومتی قبضے میں لینے کا حکم صادر کیا

# خطبۂ فدکیہ کا تذکرہ

روافض نے فاطمہ سے ایک خطبہ بنام خطبہ فدکیہ منسوب کیا ہے جس میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کلام سے زچ ہو کر فاطمہ نے ایک خطبہ مسجد النبی میں جا کر دیا جس میں فدک پر اپنا حق جتایا۔ بعض نے اس خطبہ کا حوالہ بلاغات نساء از أبي طيفور (ت280ھ) کا دیا ہے لیکن اس کتاب میں خطبہ کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔ اہل تشیع میں اس خطبہ کی سند پہلی بار ابو بکر احمد بن عبد العزیز الجوہری (المتوفی 323ھ) کی کتاب السقيفة وفدك میں اس طرح پیش کی گئی ہے[8]

وحدثني أحمد بن محمد بن يزيد ، عن عبد الله بن محمد بن سليمان ، عن أبيه ، عن عبد الله بن الحسن بن الحسن ، قالوا جميعا : لما بلغ فاطمة ( عليها السلام ) ، اجماع أبي بكر على منعها فدك ، لاثت خمارها ، وأقبلت في لمة من حفدتها ونساء قومها ، تطأ في ذيولها ، ما تخرم مشيتها مشية رسول الله ( صلى الله عليه وآله ) ، حتى دخلت على أبي بكر وقد حشد الناس من المهاجرين

---

8

كتاب العين از الخليل بن أحمد بن عمرو بن تميم الفراهيدي البصري (المتوفى: 170ھ) میں عربی کے ایک نادر لفظ لُمَيْمَةٍ پر کلام ہے
وفي الحديث: جاءت فاطمة إلى أبي بكر في لُمَيْمَةٍ من حَفَدها ونساء قَوْمها
حدیث میں ہے فاطمہ ، ابو بکر کے ہاں سے ایک (لُمَيْمَةٍ ) جماعت میں تشریف لائیں جس میں ان کے پوتے اور قوم کی عورتیں تھیں

راقم کو یہ حدیث نہ کتب شیعہ میں ملی نہ اہل سنت کی کتب میں ملی لیکن بعض احمق رافضیوں نے اپنے تئیں ان الفاظ سے یہ نکالا ہے کہ یہ خطبہ فدکیہ کے موقع کی بات ہو گی - اس کی کوئی دلیل سرے سے نہیں ہے - حفد (پوتے ) کا لفظ اس روایت کو اور مشکوک بنا دیتا ہے کیونکہ راقم کے علم ہے کہ فاطمہ کی وفات کے وقت حسن و حسین بہت کم سن تھے لہذا پوتے کون سے تھے ؟

والأنصار ، فضرب بينها وبينهم ربطة بيضاء ، وقال بعضهم : قبطية ، وقالوا : قبطية بالكسر والضم ، ثم أنت أنة أجهش لها القوم بالبكاء ، ثم مهلت وطويلا حتى سكنوا من فورتهم ، ثم قالت :

ابتدئ بحمد من هو أولى بالحمد والطول والمجد ، الحمد لله على ما أنعم ، وله الشكر بما ألهم ، وذكر خطبة طويلة جيدة قالت في آخرها :

فاتقوا الله حق تقاته ، وأطيعوه فيما أمركم به ، فإنما يخشى الله من عباده العلماء ، واحمدوا الله الذي لعظمته ونوره يبتغي من في السموات والأرض إليه

ثم قالت : أنا فاطمة ابنة محمد ، أقول عودا على بدء ، وما أقول ذلك سرفا ولا شططا ، فاسمعوا بأسماع واعية ، وقلوب راعية ، ثم قالت : لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم (1) فان تعزوه تجدوه أبي دون آبائكم ، وآخا ابن عمي دون رجالكم ، ثم ذكرت كلاما طويلا سنذكره فيما بعد في الفصل الثاني ، تقول في آخره : ثم أنتم الآن تزعمون أني لا أرث أبي ، أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون (2) أيها معاشر المسلمين ، ابتز ارث أبي أبى الله أن ترث يا ابن أبي قحافة أباك ولا أرث أبي ، لقد جئت شيئا فريا ، دونكما مخطومة مرحولة تلقاك يوم حشرك ، فنعم الحكم الله ، والزعيم محمد ، والموعد القيامة ، وعند الساعة يخسر المبطلون ، ولكل نبأ مستقر وسوف تعلمون من يأتيه عذاب يخزيه ويحل عليه عذاب مقيم (3) ، ثم التفتت الى قبر أبيها ، فتمثلت بقول هند بنت اثاثة (4) :

قد كان بعدك أنباء وهيمنة * لو كنت شاهدها لم تكثر الخطب

أبدت رجال نجوى صدورهم * لما قضيت وحالت دونك الكتب

تجهمتنا رجال واستخف بنا * إذ غبت عنا فنحن اليوم نغتصب

قال : ولم ير الناس أكثر باك ولا باكية منهم يومئذ ، ثم عدلت الى مسجد الأنصار ، فقالت : يا معشر البقية ، وأعضاد الملة ، وحضنة الاسلام ، ما هذه الفترة عن نصرتي ، والونية عن معونتي ، والغمزة في حقي ، والسنة في ظلامتي ، أما كان رسول الله صلى الله عليه وآله ، يقول : المرء يحفظ في ولده ، سرعان ما أحدثتم ، وعجلان ما أتيتم ، الآن مات رسول الله صلى الله عليه وآله أمتم دينه ، ها إن موته لعمري خطب جليل استوسع وهنه ، واستبهم فتقه ، وفقد راتقه ، وأظلمت الأرض له ، وخشعت الجبال ، وأكدت الآمال ، أضيع بعده الحريم ، وهتكت الحرمة ، واذيلت المصونة ، وتلك نازلة أعلن بها كتاب الله قبل موته ، وانبأكم بها قبل وفاته ، فقال : ( وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقبلتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا ، وسيجزي الله الشاكرين ) (1).

أيها بني قيلة ، اهتضم تراثي أبي ، وأنتم بمرأى ومسمع ، تبلغكم الدعوة ، ويشملكم الصوت ، وفيكم العدة والعدد ، ولكم الدار والجنن ، وأنتم نخبة الله التي انتخب ، وخيرته التي اختار ، باديتم العرب وبادتهم الأمور ، وكافحتهم البهم حتى دارت بكم رحى الاسلام ، ودر حلبه ، وخبت نيران لحرب ، وسكنت فورة الشرك ، وهدأت دعوة الهرج ، واستوثق نظام الدين ، أفتأخرتم بعد الأقدام ، ونكصتم بعد الشدة ، وجبنتم بعد الشجاعة ، عن قوم نكثوا إيمانهم من بعد عهدهم وطعنوا في دينكم ، ( فقاتلوا أئمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون ) (2).

ألا وقد أرى ان قد أخلدتم الى الخفض ، وركنتم الى الدعة ، فجحدتم الذي وعيتم ، وسغتم الذي سوغتم ، ( وان تكفروا أنتم ومن في الأرض جميعا فإن الله لغني حميد ) (3) ألا وقد قلت لكم ما قلت على معرفة مني بالخذلة التي خامرتكم ، وهور القناة ، وضعف اليقين ، فدونكموها فاحتووها مدبرة الظهر ، ناقبة الخف ، باقية العار ، موسومة الشعار ، موصولة بنار الله الموقدة التي تطلع على

راقم کہتا ہے اس کی سند میں راوی عبد الله بن محمد بن سليمان مجہول الحال ہے جس کا ترجمہ تک کتب رجال شیعہ میں موجود نہیں ہے۔ ابن ابي الحديد (ت 656ھ) نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغۃ میں خطبہ فدکیہ کے حوالے سے اسی کتاب السقیفۃ وفدک از ابو بکر الجوہری کا حوالہ دیا ہوا ہے

وجميع ما نورده في هذا الفصل من كتاب أبي بكر احمد بن عبد العزيز الجوهري في السقيفة وفدك .. وأبو بكر الجوهري هذا عالمٌ محدِّث كثير الادب، ثقة ورع، أثنى عليه المحدثون ورووا عنه مصنفاته

ساتھ ہی چند اور طرقوں کا ذکر کیا ہے

قال ابو بكر: فحدثني محمد بن زكريا قال: حدثني جعفر بن محمد بن عمارة الكندي... عن عبدالله بن الحسن بن الحسن قالوا جميعا: لما بلغ فاطمة (ع) إجماع ابي بكر على منعها فدك، لاثت خمارها، واقبلت في لمةٍ من حفدتها ونساء قومها

یہاں کئی طرق ہیں جو ابن ابي الحديد لائے ہیں لیکن یہ سب بحث سے خالی نہیں۔

عبد اللہ بن الحسن بن الحسن پر المفید کا قول ہے : مجروح مذموم ولا أقل من عدم ثبوت وثاقته -

قال أبو بكر فحدثني محمد بن زكريا قال حدثني جعفر بن محمد بن عمارة الكندي قال حدثني أبي عن الحسين بن صالح بن حي قال حدثني رجلان من بني هاشم عن زينب بنت علي بن أبي طالب ع قال و قال جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه

اس طرق میں رجلان من بنی ہاشم مجہول ہیں۔

قال أبو بكر و حدثني عثمان بن عمران العجيفي عن نائل بن نجيح بن عن (عمرو ) بن شمر عن جابر الجعفي عن أبي جعفر محمد بن علي ع

اس طرق میں نائل بن نجیح اور عثمان بن عمران العجیفی دونوں مجہول ہیں جن پر کوئی کلام کتب رجال شیعہ میں نہیں ملا۔

نائل بن نجيح (لم يذكروه) مستدركات 8/ 52

عمرو بن شمر بن يزيد الجعيفي أبو عبدالله پر اہل تشیع کا کہنا ہے

قال حسين الساعدي: " خلاصة القول فيه: ضعيف جدا يروي عن جابر المناكير و الموضوعات - " الضعفاء من رجال الحديث 2/ 459

قال عبدالحسين الشبستري في الفائق: " محدث إمامي ضعيف الحديث " 2/ 494 -

قال النجاشي " ضعيف جدا " رقم (765) ص-287 -

آخری طرق ہے

قال أبو بكر و حدثني أحمد بن محمد بن يزيد عن عبد الله بن محمد بن سليمان عن أبيه عن عبد الله بن حسن بن الحسن

قالوا جميعا لما بلغ فاطمة ع إجماع أبي بكر على منعها فدك لاثت خمارها

اس طرق میں عبد اللہ بن محمد بن سلیمان ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ یہ مجہول ہے

اس طرح یہ تمام طرق بے کار ہیں

اسی کتاب میں ایک اور سند ہے

أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران المرزباني قال حدثني محمد بن أحمد الكاتب قال حدثنا أحمد بن عبيد بن ناصح النحوي قال حدثني الزيادي قال حدثنا الشرقي بن القطامي عن محمد بن إسحاق قال حدثنا صالح بن كيسان عن عروة عن عائشة قالت لما بلغ فاطمة إجماع أبي بكر على منعها فدك لاثت خمارها على رأسها و اشتملت بجلبابها و أقبلت في لمة من حفدتها

اس طرق میں الشرقی بن القطامی مجہول ہے-اس پر کلمہ توثیق کتب رجال اہل تشیع میں مفقود ہے

دلائل الامامة – محمد بن جرير الطبري ( الشيعي) – الصفحة ١٠٩ میں اس کی اور اسناد بھی ہیں[9]

حدثني أبو المفضل (2) محمد بن عبد الله، قال: حدثنا أبو العباس أحمد ابن محمد بن سعيد الهمداني، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عثمان بن سعيد الزيات، قال: حدثنا محمد بن الحسين القصباني (3)، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن أبي نصر البزنطي (4) السكوني، عن أبان بن عثمان الأحمر، عن أبان بن تغلب الربعي، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال: لما بلغ فاطمة (عليها السلام) إجماع أبي بكر على منع فدك

---

9

اس سند میں محمد بن الحسین القصبانی مجہول ہے -اس کا ترجمہ کتب رجال شیعہ میں نہیں ہے- عکرمہ خارجی کی روایت اہل تشیع نے قبول کی ہے – یاللعجب

وأخبرني أبو الحسين محمد بن هارون بن موسى التلعكبري، قال: حدثنا أبي (رضي الله عنه)، قال: حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد بن سعيد الهمداني، قال حدثني محمد بن المفضل بن إبراهيم بن المفضل بن قيس الأشعري، قال: حدثنا علي بن حسان، عن عمه عبد الرحمان بن كثير، عن أبي عبد الله جعفر بن محمد (عليه السلام)، عن أبيه، عن جده علي بن الحسين، عن عمته زينب بنت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، قالت: لما أجمع أبو بكر على منع فاطمة (عليها السلام) فدكا

:وقال أبو العباس: وحدثنا محمد بن المفضل بن إبراهيم الأشعري، قال

حدثني (5) أبي، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عمرو بن عثمان الجعفي، قال: حدثني أبي، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده علي بن الحسين، عن عمته زينب بنت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، وغير واحد من (7) أن فاطمة لما أجمع أبو بكر على منعها فدكا.

ان دو سندوں میں محمد بن المفضل بن إبراہیم بن المفضل بن قیس الاشعری ہے جو مجہول ہے

یہ خطبہ یقینا گھڑا ہوا ہے اور امتداد ازمنہ کے ساتھ اس کے متن میں اضافہ کیا جاتا رہا ہے -

# لشکر اسامہ کی روانگی

اُسَامَۃَبْنَ زَيْدٍ بن زَيْدِبْنِ حَارِثَۃَالمتوفی ۵۴ ھ — کے والد قریشی نہیں تھے بنی کلب کے تھے — یہ قیدی بنے اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دیا- زَيْدِبْنِ حَارِثَۃَ کو رسول اللہ بہت پسند کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو لوگ زید بن محمد کہتے اور آیت : {ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ} [الأحزاب: 5] نازل ہوئی اور واپس ان کو ان کے باپ کے نام سے پکارا گیا

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اُسَامَۃَبْنَ زَيْدٍ کو امیر لشکر مقرر کیا اور اس کی حکمت تھی کہ جہاں بھیجا جا رہا تھا وہ ان کے باپ کا مقتل تھا یعنی بیٹا اپنے باپ کا بدلہ لے لے- کشف المشكل من حديث الصحيحين از جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفى: 597ھ) میں ہے

وَالنَّبِيّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم رَآهُ صَالحا للإمارة خُصُوصا فِي هَذِه السّريَّة الَّتِي بَعثه فِيهَا إِلَى مَوضِع مقتل أَبِيه

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس امارت کے لئے ٹھیک سمجھتے تھے خاص کر اس سریہ کے لئے کیونکہ وہ جگہ ان کے باپ کا مقتل تھی

رسول اللہ کا حکم تھا کہ امراء قریش میں سے ہوں گے لہذا اس پر لوگوں نے کہا کہ ایک غلام غیر قریشی کو کیوں امیر لشکر بنایا جا رہا ہے — یہ طعن بمعنی مشکل حدیث ہے کہ پہلے حکم سے الگ ہے- لہذا بطور تربیت رسول اللہ نے خطبہ دیا کہ اس

کو ابھی قبول کرو اور ایک غلام کے بیٹے کو امیر مان لو- یہ حکم خاص سمجھا جائے گا اور عموم حکم تھا امراء قریش سے ہوں گے ۔ لیکن اس وقت اس خاص حکم کی حکمت کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکا

صحیح مسلم حدیث نمبر: 3730

حدثنا خالد بن مخلد ، حدثنا سليمان ، قال : حدثني عبد الله بن دينار ، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ، قال : بعث النبي صلى الله عليه و سلم بعثا و امر عليهم اسامة بن زيد فطعن بعض الناس في إمارته ، فقال النبي صلى الله عليه و سلم : " ان تطعنوا في إمارته فقد كنتم تطعنون في إمارة ابيه من قبل و ايم الله إن كان لخليقا للإمارة ، و إن كان لمن احب الناس إلي و إن هذا لمن احب الناس إلي بعده "

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ´ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ` نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اعتراض منافقوں نے کیا جبکہ یہ جاہلانہ بات ہے بلا دلیل ہے

إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری از قسطلانی میں ہے

و كان أشدهم في ذلك كلامًا عياش بن أبي ربيعة المخزومي فقال: يستعمل هذا الغلام على المهاجرين و كان

-فيهم أبو بكر وعمر فسمع عمر ذلك فأخبر النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا کہ اس غلام کو مہاجرین پر امیر کیا جا رہا ہے جبکہ ان میں ابو بکر اور عمر بھی ہیں اس کی خبر رسول اللہ کو ہوئی

مصابیح الجامع از محمد بن ابی بکر المخزومی القرشی ابن الدمامینی (المتوفی: 827ھ) کے مطابق

ذكر ابن عساكر في "تاريخ دمشق" حديثًا في هذه القصة، فقال رجلٌ من المهاجرين -وكان أشدَّ الناس في ذلك قولًا عياشُ بنُ أبي ربيعة-: يستعمل هذا الغلامَ على المهاجرين

سب سے سخت قول عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا تھا کہ اس غلام کو مہاجرین پر امیر کیا جا رہا ہے

عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ہجرت حبشہ کی ہے اور یہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے

ابن حجر فتح الباری میں قَوْلُهُ بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ میں لکھتے ہیں

اس لشکر میں مندرجہ ذیل لوگوں کو بھیجا جا رہا تھا

وَكَانَ مِمَّنِ انتدب مَعَ أُسَامَةَ كِبَارُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَسَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ قَوْمٌ مِنْهُمْ عَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُمَرُ

راقم کہتا ہے یہ غلطی ہے اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملی -یہ غلطی ہے کیونکہ جس موقعہ میں یہ حکم سنایا گیا اس میں مہاجرین کبار شامل تھے جن میں اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَسَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ تھے- تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

ولم يبق أحد من المهاجرين الأولين إلا انتدب في تلك الغزوة عمر بن الخطاب وأبو عبيدة وسعد بن أبي وقاص وأبو الأعور سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل في رجال من المهاجرين والأنصار عدة قتادة بن النعمان وسلمة بن أسلم بن حريش فقال رجال من المهاجرين وكان أشدهم في ذلك قولا عياش بن أبي ربيعة يستعمل هذا الغلام على المهاجرين الأولين

المہاجرین الأولین میں سے عمر بن الخطاب وأبو عبيدة وسعد بن أبي وقاص وأبو الأعور سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل اور انصار میں سے قتادة بن النعمان وسلمة بن أسلم بن حريش کو اس لشکر میں بھیجا اس میں ابو بکر کو بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اس قول میں المہاجرین الأولین ہے اس کا مطلب ہے علی کو بھی کو اس غزوہ میں بھجوایا گیا؟ المہاجرین الأولین سے مراد مکی اصحاب رسول ہیں جنہوں نے جنگ بدر سے پہلے ہجرت کی ان میں علی بھی شامل ہیں

ابن حجر فتح الباری میں قَوْلُهُ بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ میں لکھتے ہیں

أَنَّهُ كَانَ تَجْهِيزُ أُسَامَةَ يَوْمَ السَّبْتِ قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَوْمَيْنِ

یہ اسامہ کو بھیجنے کا حکم ہفتہ کا ہے یعنی وفات النبی سے دو دن پہلے کا

ایسا لشکر بھیجا جائے گا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس وقت تک مرض وفات شروع نہ ہوا تھا ایسا شارحین حدیث کا کہنا ہے۔ لہذا تیاری کی جا رہی تھی کہ وفات النبی ہوئی اور بعد میں یہ لشکر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے شروع ہوتے ہی فورا بھیجا

التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن أبي خیثمة۔ السفر الثانی از أبو بکر أحمد بن أبي خیثمة (المتوفى: 279ھ) کے مطابق

وَأَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بنُ عَبْدِ اللَّهِ؛ قَالَ: أُسَامَةَ بْنُ زَيْد اسْتَعْمَلَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم فتُوفِّيَ وهُوَ في مُعَسْكَرٌ بالْجُرُفِ، فَقَالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْضُوا بَعْثَ أُسَامَةَ"، وأُسَامَة يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَغَارَ أُسَامَةَ حَيْثُ أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم وَرَجَعَ سَالِمًا.

مُصْعَبُ بنُ عَبدِ اللہِ بنِ مُصْعَبِ ابْنِ ثَابِتِ بنِ عَبدِ اللہِ الأَسَدِیُّ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سالار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اسامہ بن زید کا لشکر جرف میں تھا پس رسول اللہ نے کہا اسامہ کا انتظار کرو اور اسامہ ان دنوں ۱۸ سال کے تھے پس اسامہ نے غزوہ کیا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا اور واپس صحیح و سالم لوٹے

بعض روافض نے قصہ گھڑا کہ اس لشکر کو مدینہ سے بھیجا جا رہا تھا تا کہ علی خلیفہ ہوں- لیکن یہ قول ان احمقوں کو ہی پسند ہے جنھوں نے تاریخ کو نہیں پڑھا ہے- معلوم ہے کہ خود اسامہ رضی اللہ عنہ نے نہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں ان کا ساتھ دیا- اگر لشکر اسامہ کی بھیجنے کے پیچھے یہ سب مقصد تھا کہ مدینہ علی کے مخالفوں سے خالی ہو جائے تو کم از کم اسامہ کو تو پتا ہوتا-

ابن الاثیر نے اسد الغابۃ میں ذکر کیا ہے کہ

انه لما فرض عمر بن الخطاب للناس ، فرض لاسامة بن زيد خمسة آلاف ، وفرض لابنه عبدالله بن عمر ألفين ،

فقال ابن عمر : فضلت علي أسامة وقد شهدت ما لم يشهد

عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ کا وظیفہ پانچ ہزار مقرر کیا اور ابن عمر کا دو ہزار- جب پوچھا گیا تو عمر نے کہا اسامہ کی ابن عمر پر فضیلت ہے انہوں نے وہ دیکھا ہے جو ابن عمر نے نہیں دیکھا

شیعوں میں رجال کشی میں ہے

من الصحیح الثابت عند نقلة الاخبار وجملة الروایات أن أسامة بن زید لم یبایع أبا بکر حتی مات

صحیح ثابت روایت جو نقل اخبار و جملہ روایات سے ملی ہیں ان میں ہے کہ اسامہ بن زید نے ابو بکر کی بیعت نہیں کی یہاں تک کہ وفات ہوئی

دوسری طرف شیعہ کتاب خمسون ومائة صحابي مختلق کتاب رجالی تاریخی للسید مرتضی العسکری میں ہے

خرج أبو بكر من المدينة إلى ذي القصة لقتال أهل الردّة واستخلف على المدينة سنان الضمري، ويقال: أُسامة بن زيد على أنقاب المدينة

ابو بکر مرتدین سے قتال کے لئے مدینہ سے ذی القصة کی طرف نکلے تو مدینہ پر سنان الضمری کو خلیفہ کیا اور کہا جاتا ہے إُسامة بن زید کو مدینہ کی پہرہ داری پر

التحریر الطاووسی- از شیعہ عالم حسن صاحب المعالم میں ہے

اسامة بن زيد . روى انه رجع، ونهينا أن نقول الا خيرا .... جعفر بن محمد المدائني، عن موسى بن القاسم البجلي (1)، عن صفوان، عن عبد الرحمن (في موضع آخر: عبد الرحمن بن الحجاج)، عن أبي عبد الله [ عليه السلام ] عن آبائه [ عليهم السلام ] قال: كتب علي عليه السلام إلى والي المدينة: لا تعطين سعدا ولا ابن عمر من الفئ شيئا، فأما اسامة بن زيد فاني قد عذرته في اليمين التي كانت عليه

اسامہ بن زید پر روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے رجع کیا (یعنی مخالفین امیر المومنین علی سے مل گئے)... ابو عبد اللہ نے اپنے آبا سے روایت کیا ہے کہ علی نے والی مدینہ کو خط لکھا کہ سعد بن إبي وقاص اور ابن عمر کو الفئ مال میں سے کچھ نہ دینا اور جہاں تک اسامہ کا معاملہ ہے تو میں اس وعدہ کی بنا پر معذور ہوں جو اس سے میں کر بیٹھا ہوں

یعنی اسامہ نے علی کی بیعت پر بھی توقف کیا– لہٰذا شیعہ علماء رجال کا کہنا ہے کہ اسامہ کی روایت پر توقف کیا جائے گا یعنی اس کو من وعن قبول نہیں کریں گے – خلاصۃ الاقوال میں الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی کا قول ہے

الأولى عندي الوقف في روايته ، بہتر میرے نزدیک ہے کہ اس کی روایت پر توقف کیا جائے-

عصر حاضر کے شیعہ متقدمین شیعہ کے اس قول کو رد کرتے ہیں مثلا کتاب الربا فقهيا واقتصاديا از حسن محمد تقی الجواہری میں ہے کہ

وقول ابي جعفر (ع) في حقه «اسامة بن زيد قد رجع فلا تقولوا الا خيرا» 1 كل هذا يبين انه لم يكن كذوبا مذموما فتقبل روايته.

امام ابو جعفر کا قول ہے جو حق میں ہے کہ اسامہ نے رجع کیا ان پر لیکن صرف اچھا بولو تو یہ معلوم ہوا کہ اسامہ ان کے نزدیک جھوٹے نہیں تھے نہ قابل مذموم تھے پس ان کی روایت قبول کی جائے گی

کتاب الربا.. فقهيا واقتصاديا از حسن محمد تقی میں ہے

الظاهر انه رجع عن عدم مبايعته لعلي –ظاہر یہ ہے کہ یہ بیعت علی پر واپس پلٹ گئے -

یعنی متقدمین تو کہہ رہے تھے کہ اسامہ کی روایت پر توقف کرو اور متاخرین کہہ رہے قبول کرو یہ واپس لشکر علی میں آ گئے تھے - راقم کہتا ہے حسن محمد تقی نے بات کو بدلا ہے تقیہ کیا ہے اس کی مخالفت کی ہے کشی نے جنہوں نے با قاعدہ روایت دے کر ثابت کیا ہے کہ اسامہ کا نفقہ علی بند کر دیتے اگر ان سے کوئی وعدہ نہ گیا ہوتا

اسامہ نے علی کا کوئی ساتھ نہ دیا اس کی تائید صحیح بخاری کی حدیث سے ہوتی ہے

7110

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ،

أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ، قَالَ عَمْرٌو: قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ، وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ، فَيَقُولُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ، فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ: لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ، وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا، فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ، وَحُسَيْنٍ، وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا کہ عمرو نے بیان کیا، انہیں محمد بن علی نے خبر دی، انہیں . اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حرملہ نے خبر دی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حرملہ کو دیکھا تھا۔ حرملہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا، اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگ جمل و صفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو ان سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں بھی آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں معلوم ہوئی (حرملہ کہتے ہیں کہ) چنانچہ انہوں نے کوئی چیز نہیں دی۔ پھر میں حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری پر اتنا مال لدوا دیا جتنا کہ اونٹ اٹھا نہ سکتا تھا۔

# ابو بکر کا مال عطا کرنا

صحیح البخاری: كِتَابُ فَرْضِ الخُمُسِ (بَابٌ: وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ ﷺ) صحیح بخاری: کتاب: خمس کے فرض ہونے کا بیان (باب: اس بات کی دلیل کہ پانچواں حصہ مسلمانوں کی ضرورتوں کے لئے ہے)

3137 .

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ قَدْ جَاءَنِي مَالُ البَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا»، فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ البَحْرَيْنِ، أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَثَا لِي ثَلاَثًا، —وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُو بِكَفَّيْهِ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ لَنَا: هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ المُنْكَدِرِ -، وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَسَأَلْتُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ: سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي قَالَ: قُلْتَ: تَبْخَلُ عَنِّي؟ مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ، قَالَ سُفْيَانُ، وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ، فَحَثَا لِي حَثْيَةً وَقَالَ: عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ، قَالَ: فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ المُنْكَدِرِ: وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ البُخْلِ

حکم: صحیح 3137

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے محمد بن منکدر نے' اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب بحرین سے وصول ہو کر میرے پاس مال آئے گا تو میں تمہیں اس طرح اس طرح' اس طرح ( تین لپ ) دوں گا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور بحرین کا مال اس وقت تک نہ آیا۔ پھر جب وہاں سے مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے منادی نے اعلان کیا کہ جس کا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی قرض ہو یا آپ کا کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے دیا۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے ( لپ بھرنے کی ) کیفیت بتائی پھر ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن منکدر نے بھی ہم سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ اور ایک مرتبہ سفیان نے ( سابقہ سند کے ساتھ ) بیان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حاضر ہوا' اور اس مرتبہ بھی مجھے انہوں نے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے مانگا اور آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ دوبارہ مانگا' پھر بھی آپ نے عنایت نہیں فرمایا اور پھر مانگا لیکن آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ اب یا آپ مجھے دیجئے یا پھر میرے بارے میں بخل سے کام لیجئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ میرے معاملے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ حالانکہ تمہیں دینے سے جب بھی میں نے منہ پھیرا تو میرے دل میں یہ بات ہوتی تھی کہ تمہیں کبھی نہ کبھی دینا ضرور ہے۔، سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو نے بیان کیا' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر نے' پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا اور فرمایا کہ اسے شمار کر میں نے شمار کیا تو پانچ کی تعداد تھی' اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ اتنا ہی دو مرتبہ اور لے لے۔ اور ابن المنکدر نے بیان کیا (کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا) بخل سے زیادہ بدترین اور کیا بیماری ہو سکتی ہے۔

سنداً اس کو قبول کیا گیا ہے لیکن محمد بن حنفیہؒ کا بیان الگ ہے

مسند حمیدی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا جَابِرُ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» ، فَقُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْتِ مَالُ الْبَحْرَيْنِ، وَأَتَى فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِ، قَالَ جَابِرٌ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» فَحَثَى لِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ لِي: عُدَّهَا، فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ

ابن حنفیہؒ نے کہا جابر نے کہا رسول اللہ کی روح قبض ہوئی بحرین سے مال نہیں آیا ابو بکر کے دور میں آیا انہوں نے منادی کرائی کہ کسی کے اوپر قرض ہو یا رسول اللہ کا وعدہ ہو تو لے جابر گئے تو ابو بکر نے دے دیا

پھر اسی حدیث میں ہے سفیان نے کہا میں نے سنا ابن منکدر روایت کرتا ہے فوراً نہیں دیا

قَالَ سُفْيَانُ: ثُمَّ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَحَثَى لِي ثَلَاثًا، وَزَادَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ جَابِرٌ: ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنِّي سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي، فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، فَقَالَ: «قُلْتُ تَبْخَلُ عَنِّي، وَأَيُّ الدَّاءِ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ «فَمَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ

اس طرح سفیان نے دونوں قول بیان کیے ایک جو ابن منکدر کا تھا دوسرا جو ابن حنفیہّ کا تھا

اسی روایت کو البزار نے بیان کیا زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى غُفْرَةَ کی سند سے اس میں ہے مال فورا دیا گیا

ابن المنکدر کی روایت شاذ ہے دیگر ثقہ سے مخالفت کی وجہ سے

البزار جو امام بخاری و مسلم نے ہم عصر ہیں اس کو بیان کرتے ہیں تعلقیا مسند البزار میں کہتے ہیں

وَكَانَتْ فَضِيلَةً لِأَبِي بَكْرٍ لِإِنْجَازِ مَا ذَكَرَ جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَهُ فَلَمْ أَرَ هَذَا الْحَدِيثَ مَعَ كَثْرَةِ طُرُقِهِ يَدْخُلُ فِي مُسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُدْخِلْهُ

ابو بکر کی فضیلت پوری ہوتی ہے اس جابر کے وعدہ نبوی کے ذکر سے پس اس (ابن منکدر والی) حدیث کو ہم (صحیح) نہیں دیکھتے اور اس کے کثرت طرق کے ہونے کے باوجود اس کو مسند ابو بکر میں داخل نہیں کریں گے

# الردہ

دور نبوی میں بعض قبائل مسلم ہو کر امت مسلمہ میں شامل ہو گئے تھے لیکن عند اللہ وہ مومن نہیں تھے۔سورہ الحجرات میں ان کا ذکر ہے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۖ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ ۖ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (14)

بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں، کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُـمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِـهِـمْ وَاَنْفُسِهِـمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُـمُ الصَّادِقُوْنَ (15)

بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے (مسلمان) ہیں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَاوَاتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ (16)

کہہ دو کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتاتے ہو، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۖ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَىَّ اِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدَاكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (17)

آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے ہیں، کہہ دو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی اگر تم سچے ہو۔

ان آیات سے دلیل ملی کہ مسلمان ہو کر بھی ایک شخص مومن نہیں ہوتا۔ شارح صحیح بخاری ابن بطال لکھتے ہیں

وكانت الردة على ثلاثة أنواع: قوم كفروا وعادوا إلى ما كانوا عليه من عبادة الأوثان، وقوم آمنوا بمسيلمة وهم أهل اليمامة، وطائفة منعوا الزكاة وقالوا: ما رجعنا عن ديننا، ولكن شححنا على أموالنا، فرأى أبو بكر، رضى الله عنه، قتال الجميع، ووافقه على ذلك جميع الصحابة بعد أن خالفه عمر فى ذلك، ثم بان له صواب قوله، فرجع إليه، فسبى أبو بكر، رضى اله عنه، نساءهم، وأموالهم اجتهادًا منه، فلما ولى عمر، رضى الله عنه، بعده، رأى أن يرد ذراريهم ونساءهم إلى عشائرهم، وفداهم، وأطلق سبيلهم

ارتداد تین طرح کا تھا—ایک قوم تھی جو مرتد ہوئی اور بتوں کی عبادت کی اور ایک قوم مسیلمہ پر ایمان لائی اور یہ یمامہ کے لوگ تھے اور ایک گروہ نے زکوات دینے سے منع کیا اور کہا ہم دین سے نہیں پلٹ رہے لیکن ہم مال کے حوالے سے غریب ہیں پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سب سے قتال کیا اور اس میں جمہور اصحاب رسول نے موافقت کی، عمر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی پھر ان کی رائے ٹھیک ہوئی اور اپنے قول سے رجوع کیا—ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی عورتوں اور مال کو لیا اجتہاد کرتے ہوئے۔ پھر اس سب کے بعد جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ان کی رائے ہوئی کہ ان قبائل کے بچوں اور عورتوں کو ان کے خاندانوں میں لوٹا دیا جائے

عینی نے عمدہ القاری میں قبائل کی لسٹ دی ہے جو ارتداد میں داخل ہوئے اور وہ جو کفر سے بچ گئے

| مرتد ہونے والے قبائل | ایمان پر باقی رہنے والے قبائل |
|---|---|
| بَنو عَامر | أسلم– غفار – جهينة – مُزَيْنَة |
| فَزَارَة | أَشْجَع |
| بَنُو حنيفَة | كَعب بن عَمْرو بن خُزَاعَة |
| الْبَحْرين | ثَقِيف |
| بكر بن وَائِل | هذيل |
| أهل دباء | الدئل |
| أزد عمان | كنانة |
| كلب | أهل السراة |
| بني تَمِيم | بجيلة |
| بني سليم | خثعم |
| عصية | طي وَمن قَارب تهَامَة من هوَازن |
| عميرة | وجشم |
| خفاف | سعد بن بكر |
| بَنُو عَوْف بن امْرُؤ الْقَيْس | عبد الْقَيْس – تجيب – مدحج |
| ذكوان | |

دور ابو بکر میں ارتاد پر اسلامی حکومت کی سرحدیں کم ہو گئیں اور یمن اور حجاز اور مدینہ کے جنوب میں حکومت رہ گئی

واقدی نے کتاب الردہ میں ذکر کیا

فَارْتَدَّتْ بَنُو أَسَدٍ وَرَأَّسُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ طُلَيْحَةَ بْنَ خُوَيْلِدٍ الأَسَدِيَّ [1] ، وَهُوَ الَّذِي ادَّعَى النُّبُوَّةَ فِي أَرْضِ بَنِي أَسَدٍ، وَارْتَدَّت فَزَارَةُ وَرَأَّسُوا عَلَيْهِمْ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ [2] ، وَارْتَدَّتْ بَنُو عَامِرٍ وَغَطَفَانُ، وَرَأَّسُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ قُرَّةَ بْنِ سَلَمَةَ الْقُشَيْرِيِّ، وَارْتَدَّتْ بَنُو سُلَيْمٍ وَرَأَّسُوا عَلَى أَنْفُسِهِمُ الْفُجَاءَةَ بْنَ عَبْدِ يَالِيلَ السُّلَمِيَّ، وَارْتَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَرَأَّسُوا عَلَيْهِمُ امرأة يقال لها سجاح وَارْتَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ كِنْدَةَ وَرَأَّسُوا عَلَى أَنْفُسِهِمُ الأَشْعَث بْنَ قَيْسٍ [1] وَغيْرَهُ مِنْ مُلُوكِ كِنْدَةَ، وَارْتَدَّتْ بَنُو بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ بِأَرْضِ الْبَحْرَيْنِ [2] ، وَرَأَّسُوا عَلَى أَنْفُسِهِمُ الْحَكَمَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، وَاجْتَمَعَتْ بَنُو حَنِيفَةَ إلى مسيلمة الكذاب [6 ب] بِأَرْضِ الْيَمَامَةِ، فَقَلَّدُوهُ أَمْرَهُمْ وَادَّعَى أَنَّهُ/ نَبِيُّهُمْ.

**بنو اسد نے ارتاد کیا اور ان کا سردار طُلَيْحَةَ بْنَ خُوَيْلِدٍ الأَسَدِيَّ [10] تھا، اس نے نبوت کا دعوی کیا بنو اسد کے علاقہ میں**

---

10

البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) میں ہے
طليحة بن خويلد الأسدي .. وكان ممن وفد إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثم تنبّئ وزعم أن ذا النون يأتيه بالوحي وآمن به عيينة بن حصن
یہ ایک وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا پھر منحرف ہوا اور دعوی کیا کہ اس پر ذو النون کی جانب سے الوحی آتی اور اس پر عیینة بن حصن ایمان لایا
کتاب المعارف از ابن قتیبہ میں ہے
وارتدّ حين ارتدّت العرب، ولحق ب «طليحة بن خويلد» حين تنبّأ، وآمن به، فلما هزم «طليحة» وهرب، أخذ «خالد بن الوليد» «عيينة بن حصن» ، فبعث به إلى «أبى بكر» - رضى الله تعالى عنه- في وثاق، فقدم به المدينة، فجعل غلمان «المدينة» ينخسونه بالجريد، ويضربونه، ويقولون: أي عدو الله! لقد كفرت باللَّه بعد إيمانك، فيقول: والله ما كنت آمنت. فلما كلمه «أبو بكر» ، رجع إلى الإسلام، فقبل منه،
اور عربوں نے ارتاد کیا اور یہ طلیحة بن خویلد سے مل گئے ... پس جب طلیحة بن خویلد کو شکست ہوئی اور جنگ ہوئی - خالد نے اس کو عیینة بن حصن کے ساتھ ابو بکر کی طرف بھیجا بیڑیوں میں پس یہ مدنیہ پہنچا اس کو تنے سے باندھ دیا گیا اور ابو بکر اس سے کہتے اللہ کے دشمن تو نے ایمان کے بعد کفر کیا ہے - یہ کہتا و اللہ میں نے ایمان قبول ہی نہیں کیا تھا پس جب ابو بکر نے اس سے کلام کیا پھر یہ ایمان لایا اور اسلام میں پلٹا اور اس کا اسلام قبول کیا گیا

**بنو فَزَارَةُ   نے ارتداد کیا اور ان کا سردار عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ [11] تھا**

**بنو عامر اور غَطَفَانُ نے ارتداد کیا اور ان کا سردار قُرَّةَ بْنِ سَلَمَةَ الْقُشَيْرِيِّ[12]   تھا**

**بنو سلیم نے ارتداد کیا اور ان کا سردار الْفُجَاءَةَ بْنَ عَبْدِ يَالِيلَ السُّلَمِيّ [13] تھا**

**اور بنو تمیم کے ایک طائفہ نے ارتداد کیا ان کی سردار ایک عورت سجاح [14] تھی**

---

11

اس کا مشہور نام   عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ ہے لیکن اصل میں   عُيَيْنَةُ   اس کا نام نہیں تھا بلکہ حذیفہ تھا لیکن مرض لقوہ کی وجہ سے کی بینائی متاثر ہوئی تو اس کا نام   عُيَيْنَةُ  پڑ گیا - یہ فتح مکہ کے بعد ایمان لایا اور اس نے غزوہ حنین میں شرکت کی - اس نے ارتداد کیا اور طليحة الأسدي کا پیرو کار بن گیا اور پھر قیدی بن کر آیا اور تائب ہو کر واپس مسلمان ہو گیا

12

قُرَّةَ بْنِ سَلَمَةَ الْقُشَيْرِيِّ نے دور نبوی میں ایمان قبول کیا   عمرو بن العاص عمان ایک لشکر لے کر گئے تو - اس نے تقریر کی اور مال و زکوات دینے سے انکار کیا - عمرو نے کہا تو مرتد ہو گیا ہے - اس کی خبر ابو بکر کو دی تو انہوں نے خالد بن الولید کو بھیجا اور عمرو بن العاص بھی پہنچے تو قرہ نے اپنے انکار سے رجوع کر لیا اور پھر ابو بکر تک اس کو بھیجا گیا - - قرہ نے ابو بکر سے کہا و اللہ میں نے کوئی انکار نہیں کیا تھا- ابو بکر نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کو چھوڑ دیا

13

الْفُجَاءَةَ بْنَ عَبْدِ يَالِيلَ السُّلَمِيَّ (اصل نام إياس بْن عَبْد اللَّهِ بْن عبد يا ليل ہے ) یہ بنی سلیم تمیم سے تھا کہا جاتا ہے کہ یہ ابو بکر کے پاس گیا اور ایمان کا اقرار کیا اور ان سے اسلحہ طلب کیا کہ میرے علاقے میں لوگ مرتد ہو رہے ہیں ان سے جہاد کروں گا - ابو بکر نے اس کو اسلحہ دیا اور مال بھی دیا - یہ مرتد ہوا اور کا ایک ساتھی نَجَبَة بن أبي الميثاء بھی تھا - اس نے بنو سلیم وعامر وھوازن کے مسلمانوں کو قتل کر دیا - ابو بکر نے طرفة بن عرفجة (یا طريفة بن حاجز ) کواور ان کے بھائی معن بن حاجز کو خَالِد بن الْوَلِيد کے ساتھ بھیجا- الْفُجَاءَةَ کو گرفتار کر کے ابو بکر کے پاس بھیجا گیا اور سیف بن عمر کہتا ہے اس کو جلا دیا گیا (راقم کو اس روایت کی صحت پر شک ہے ) - نَجَبَة بن أبي الميثاء بھی قتل کر دیا گیا

14

سجاح ایک عورت تھی - اس کا تعلق بنی یربوع سے تھا اور یہ کہتی تھی کہ یہ نبیہ ہے - یہ ابھی کافر ہی تھی کہ مسیلمہ پر ایمان لے آئی یعنی یہ خود مرتد نہیں ہوئی بلکہ کافر تھی کافر ہی رہی - یہ مسیلمة کذاب کی بیوی بنی اور بنو تمیم نے اس دجالہ و دجال کی مدد کی - اس کے نام میں اختلاف ہے - سجاح بنت أوس بْن أسامة بْن العنبر بْن يربوع ابن حنظلة بْن مَالِك بْن زيد مناة بْن تميم، ہے یا سجاح بنت الحارث ابن عقفان بْن سويد بْن خَالِد بْن

**اور بنو کندہ نے ارتداد کیا ان کا سردار الأَشْعَث بْنَ قَيْسٍ[15] تھا اور دوسرے کندہ سردار**

**اور بنو بکر نے بحرین میں ارتداد کیا انہوں نے اپنا سردار الحَكَمَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ میں سے لیا**

**اور بنو حنیفہ نے ارتداد کیا ان کا سردار مسیلمة الكذاب تھا یمامہ میں، انہوں نے اس کی تقلید کی اور کہتے یہ نبی ہے**

یمن میں ہ الاسود بْنَ قَيْسِ بْنِ ذِی الْحِمَارِ نے نبوت کا اعلان کیا - اس پر ایک ادھ خبر اتی ہے - سیر اعلام النبلاء میں ہے

قَالَ إِسْمَاعِيْلُ بنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيْلُ بنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَتَى أَبُو مُسْلِمٍ الخَوْلاَنِيُّ المَدِيْنَةَ وَقَدْ قُبِضَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، واستُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ فحدَّثنا شُرَحْبِيلُ أنَّ الأَسْوَدَ تنبَّأ بِاليَمَنِ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُسْلِمٍ، فَأَتَاهُ بِنَارٍ عَظِيْمَةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَلْقَى أَبَا مُسْلِمٍ، فِيْهَا فَلَمْ تَضُرَّهُ، فَقِيْلَ لِلأَسْوَدِ: إِنْ لَمْ تَنْفِ هَذَا عَنْكَ أَفْسَدَ عَلَيْكَ مَنِ اتَّبَعَكَ، فَأَمَرَهُ بِالرَّحِيْلِ، فَقَدِمَ المَدِيْنَةَ، فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، وَدَخَلَ المَسْجِدَ يُصَلِّي، فَبَصُرَ بِهِ عُمَرُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فقام إِلَيْهِ فَقَالَ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مِنَ اليَمَنِ, قَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي حَرَّقَهُ الكَذَّابُ بِالنَّارِ؟ قَالَ: ذَاكَ عَبْدُ اللهِ بنُ ثُوَبٍ, قَالَ: نَشَدْتُكَ بِاللهِ, أَنْتَ هُوَ؟ قَالَ: اللهمَّ نَعَمْ، فَاعْتَنَقَهُ عُمَرُ وَبَكَى، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِ حَتَّى أَجْلَسَهُ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ:

---

أسامة ہے - بني تميم اور بني تغلب نے اس کا ساتھ دیا - مسیلمہ کے قتل کے بعد سجاح ایمان لائی اور بصرہ میں جا کر رہی اور اس کی نماز جنازہ سمرة بْن جندب الفزاري نے پڑھائی

15 الأشعث بن قيس بن معدي كرب الكندي یہ کندہ والوں کا امیر تھا ایک وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور ایمان لایا اور یرموک کی جنگ میں شریک ہوا تو اس کی آنکھ پر چوٹ آئی - دور ابو بکر میں اس نے انکار الزکاۃ کیا - اس کو گرفتار کر کے ابو بکر کے پاس بھیجا گیا تو ابو بکر نے اس کے ایمان کو قبول کیا اس کی شادی اپنی بہن ام فروہ سے کی اور پھر یہ سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جہاد میں شریک رہا - دور علی میں یہ صفین اور النهروان کی جنگ میں شریک ہوا - سن ٤٠ ھ میں اس کی وفات ہوئی

الحَمْدُ للهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى أَرَانِي فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِهِ كَمَا صُنِعَ بإبراهيم الخليل. رواه عبد الوهاب بن نجد، وَهُوَ ثِقَةٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ, لَكِنَّ شُرَحْبِيلَ أَرْسَلَ الحِكَايَةَ.

شُرَحبِیل بن مُسْلِمٍ نے کہا (تابعی) ابو مسلم خولانی مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور ابو بکر خلیفہ ہوئے- پس شُرَحبِیل بن مُسْلِمٍ نے بتایا کہ الاسود بْن قَيْسِ بْنِ ذِی الْخِمَارِ نے یمن میں دعوی نبوت کیا، اس نے وہاں ایک عظیم آگ جلائی اور اس میں ابو مسلم الخَوْلَانِیؒ کو جھونک دیا لیکن ابو مسلم کو کوئی نقصان نہ ہوا- اس پر الاسود نے کہا اگر تم میری نبوت کا انکار کرو گے تو تمہارے متبعین فساد کریں گے- پس ابو مسلم الخَوْلَانِیؒ کو لادھ کر مدینہ پہنچا دیا گیا اور وہ مسجد میں داخل ہوئے، جب نماز ہو رہی تھی– نماز کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے الخَوْلَانِیؒ دیکھا، ان کے سامنے کھڑے ہوئے، پوچھا کہاں سے ہو؟ کہا یمن سے پوچھا اس کذاب (اسود) نے کس کو آگ میں جلایا؟ کہا یہ رہا عبد اللہ بن ثوب- عمر نے کہا اللہ کی قسم کیا تم ہی کو جلایا؟ الخَوْلَانِیؒ کہا ہاں- پس عمر نے ان کو گلے لگا لیا اور روئے اور پھر وہ ابو بکر صدیق کے پاس گئے، بیٹھے اور عمر نے کہا اللہ کی تعریف ہے جس نے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ امت میں وہی سب دکھایا جو اس نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے کیا تھا- اس کو عبد الوہاب بن نجد نے روایت کیا ہے جو ثقہ ہے لیکن شرحبیل نے اس حکایت میں ارسال کیا ہے

سیر السلف الصالحین لإسماعيل بن محمد الأصبهاني از إسماعيل بن محمد بن الفضل (المتوفى: 535ھ) میں ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقْرِئُ، أَخْبَرَنَا هِبَةُ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الْحَافِظِ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، " أَنَّ الْأَسْوَدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ ذِي الْخِمَارِ, تَنَبَّأَ بِالْيَمَنِ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُسْلِمٍ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَسْمَعُ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

.قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَسْمَعُ

قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، قَالَ: نَعَمْ، فَرَدَّدَ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِنَارٍ عَظِيمَةٍ فَأُجِّجَتْ ثُمَّ أُلْقِيَ فِيهَا أَبُو مُسْلِمٍ فَلَمْ تَضُرُّهُ، فَقِيلَ لَهُ: انْفِهِ عَنْكَ، وَإِلَّا أَفْسَدَ عَلَيْكَ مَنْ تَبِعَكَ، قَالَ: فَأَمَرَهُ بِالرَّحِيلِ فَأَتَى أَبُو مُسْلِمٍ الْمَدِينَةَ وَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ نے بیان کیا کہ الأَسْوَدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ ذِي الْخِمَارِ نے یمن میں نبوت کا دعوی کیا اور ابو مسلم کو بلوایا جب وہ آ گئے تو اسود نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے میں رسول اللہ ہوں ؟ ابو مسلم نے کہا میں تمہاری اطاعت نہیں کرتا - اسود نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ ہے ؟ ابو مسلم نے کہا ہاں - اسود نے پھر کہا کیا تو گواہی دیتا ہے میں رسول اللہ ہوں ؟ ابو مسلم نے کہا میں تمہاری اطاعت نہیں کرتا - اسود نے کہا کیا تو محمد کی رسالت کی گواہی دیتا ہے ؟ ابو مسلم نے کہا ہاں - پس اسود نے ان کو رد کیا اور ایک عظیم آگ کا حکم کیا یہاں تک کہ وہ بھڑک اٹھی تو ابو مسلم کو اس میں جھونک دیا جس نے ابو مسلم کو کوئی نقصان نہ ہوا پس کہا گیا اس کو جانے دو ورنہ اس کے پیروکار فساد مچائیں گے - پس اسود نے حکم دیا ان کی سواری کا - ابو مسلم مدینہ پہنچے اور اس وقت تک وفات النبی ہو چکی تھی اور ابو بکر خلیفہ تھے

الذھبی نے شر حبیل بن مسلم کا ترجمہ میزان میں قائم کیا ہے وہاں یہ پوری روایت نقل کی ہے اور ابن معین کا قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ شر حبیل بن مسلم ضعیف ہے - ابن کثیر کی روایت کی سند میں جعفر بن إبي وحشية إياس، إبو بشر اليشكري الواسطی ہے اس پر بھی جرح ہے - شعبة اس کو ضعیف کہتے [16] -

[16]

امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی یہ دور معاویہ میں ایمان لائے

قَالَ مُوسَى بْن إِسماعيل: عَنْ حماد بْن سَلَمة، قال: أَخبرنا القاسم الرَّحّال، عن أبي قِلاَبَة، قَالَ أَسلَم أَبو مُسلم الخَولانيّ على عهد مُعاوية، فقِيلَ لَهُ: مَا يمنعك أن تُسلم فِي عَهْدِ النَّبيِّ صَلى اللهُ عَلَيه وسَلم، وَأَبِي بَكر، وعُمَر، وعُثمان؟ فذكر الحديث.

---

ناصر الدین البانی سے اس قصہ کے متعلق سوال ہوا ، تو کہا کہ یہ صحیح ہے ، البانی کا یہ جواب ان کی آڈیو کیسٹ میں ہے ان آڈیو کیسیٹس کو مکتبہ شاملہ کیلئے کتابی شکل دی گئی ہے ۔
دیکھئے (تفریغ «فتاوى جدة» للشيخ الألباني - الإصدار الرابع ۔ کیسٹ 29 )

# مانعین زکواۃ پر فیصلہ

وفات النبی کے بعد بعض قبائل نے زکواۃ دینے سے انکار کیا–ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان پر مرتد کا حکم لگا کر قتال کیا

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لاالٰہ الااللہ کا اقرار نہ کرلیں پس جو شخص اقرار کرلے کہ لاالٰہ الااللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مارلے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابوبکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے «عناقا» (کی بجائے «عقلا») کہا یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

سنن نسائی میں ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، اور عربوں میں سے جنہیں کافر مرتد ہونا تھا کافر ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ یہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیں، تو جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیا، اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے اسلام کے حق کے مجھ سے محفوظ کر لیا۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے" اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا (یعنی نماز تو پڑھے اور زکاۃ دینے سے منع کرے) کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے، قسم اللہ کی، اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے مجھ سے روکیں گے، تو میں ان سے ان کے روکنے پر لڑوں گا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! زیادہ دیر نہیں ہوئی مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قتال کے سلسلے میں شرح صدر عطا کر دیا ہے، اور میں نے جان لیا کہ یہ (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔

کیا زکواۃ نہ دینے والا شخص کافر ہے؟ فقہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مطابق ہاں کافر ہے۔ صحیح بخاری ح ۳۹۱ ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ المَهْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ المُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ»

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو سامنے کرے اور ہمارا ذبحہ کھائے تو وہ مسلم ہے ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے۔ پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی پناہ میں خیانت نہ کرو۔

**حدیث نمبر**: 392 حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوا ذَبِيحَتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ"

ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ ابن مبارک نے حمید طویل کے واسطہ سے، انہوں نے روایت کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں یہاں تک کہ وہ «لاإلہ إلا اللہ» کہیں۔ پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز میں منہ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو گئے۔ مگر کسی حق کے بدلے اور ( باطن میں ) ان کا حساب اللہ پر رہے گا۔

دوسری طرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ زکوات دے اور صرف قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور زکوات کا انکار کیا تو وہ مومن نہیں - سنن الکبری نسائی اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ -وَهُوَ ابْنُ دَاوَرَ أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ-، حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِي، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ الْعَرَبَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسُ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهَ

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ"، وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَيْهِ.

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ایسا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ المُسْنَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ»

اور جو مکالمہ ابو بکر اور عمر میں ہوا اس کا ذکر بھی صحیح بخاری میں ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں پس جو شخص اقرار کر لے کہ لا الٰہ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی

بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابوبکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے «عناقا» (کی بجائے «عقلا») کہا یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

معلوم ہو کہ فقہ شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے تحت کلمہ پڑھنے کے بعد بھی انسان صرف زکوات نہ دینے سے کافر ہو جاتا ہے- اس کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کی-

اہل تشیع کے بعض جہلاء کا قول ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جن قبائل کو زکوات نہ دینے مرتد قرار دیا تھا وہ اصل میں خلافت علی کے قائل تھے- ابو بکر نے ان پر جھوٹا الزام لگا کر ان کو قتل کیا- اہل تشیع کی کتب میں موجود ہے کہ زکوات اسلام میں دینا ضروری ہے لیکن ان میں بعض کے نزدیک وہ قبائل جو انکار زکوات کر رہے تھے وہ اس قدر مال کی استطاعت نہ رکھتے تھے جتنا ابو بکر نے طلب کر لیا تھا

شیعوں نے علی کے حوالے سے اقوال گھڑے ہیں کہ علی کے نزدیک زکوات نہ دینے والے حسب اسطاعت عمل کر رہے تھے لہٰذا ابو بکر کا ان قبائل پر لشکر کشی کرنا غلط تھا۔

دوسری طرف ان قبائل نے بھی روایت گھڑی ہیں جو اہل سنت کے تھے لیکن خفیہ ابو بکر پر تنقید کرتے اور عمر کو ان قبائل کا ہمدرد بتاتے تھے-

# علی رضی اللہ عنہ سے منسوب متضاد اقوال

اہل سنت کی کتاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ از ابو العباس، احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری (المتوفی: 694ھ) میں ہے

وعن علي أنه كان يقول: إني لست نبيا ولا يوحى إلي، ولكن أعمل بكتاب الله وسنة نبيه ما استطعت، فما أمرتكم من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم وكرهتم. أخرجه أحمد في المناقب.

وعنه وقد شاوره أبو بكر في قتال أهل الردة بعد أن شاور الصحابة فاختلفوا عليه فقال له: ما تقول يا أبا الحسن؟ فقال: أقول لك: إن تركت شيئًا مما أخذ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منهم فأنت على خلاف سنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: أما إن قلت ذاك لأقاتلنهم وإن منعوني عقالا. أخرجه ابن السمان، وقد سبق في خصائص أبي بكر مستوفى.

علی سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نہ نبی ہوں نہ مجھ پر الوحی آتی ہے لیکن میں کتاب اللہ اور سنت النبی پر عمل کرتا ہوں جتنی استطاعت ہے ... اور ابو بکر نے علی سے اہل الردہ سے قتال کے حوالے سے مشورہ کیا بعد اس کے کہ جب انہوں نے اصحاب رسول سے مشورہ کیا پس ان کا آپس میں اختلاف ہوا اور ابو بکر نے علی سے کہا- ابو الحسن آپ کی کیا رائے ہے؟ علی نے کہا میں کہتا ہوں اگر آپ ان کاموں کو ترک کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو آپ سنت رسول کے خلاف جا رہے ہیں- ابو بکر نے کہا اگر یہی کہنا ہے کہ تو میں ضرور قتال کروں گا اور چاہے عقل والے منع کرتے رہیں

المطَالِبُ العَالِيَةُ بِزَوَائِدِ المَسَانِيدِ الثَّمَانِيَةِ از ابن حجر میں ہے

وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا (1) ابْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يَحْيى، قَالَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَشَارَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أَهْلِ الرِّدَّةِ فَقَالَ: إن الله تعالى جَمَعَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَلَا [أَرَى] (2) أَنْ تُفَرِقَ (3)، فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا قَالَ.

یحیی نے کہا ابو بکر نے علی سے اہل الردہ پر مشورہ کیا تو علی نے کہا اللہ تعالی نے الصَّلَاةَ وَالزَّكَاة کو جمع کر دیا ہے لہذا میں ان میں فرق نہیں دیکھتا

محقق سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثری کہتے ہیں

الإِسناد فيه يحيى. هكذا غير منسوب ولم أعرفه، غير أن الحافظ البوصيري نَسَبه في الإِتحاف (1/ 132 مختصر) فقال: يحيى بن برهان.

اسناد میں یحیٰی غیر منسوب ہے اس کو میں نہیں جانتا

# عمر رضی اللہ عنہ کا اشکال

اس کے بر عکس روایت میں ہے کہ عمر کو ابو بکر کے قتال کے حوالے سے معلومات نہیں تھیں اس کو امام حاکم بیان کرتے صحیح کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ , وَابْنِ عُيَيْنَةَ , عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ , قَالَ: قَالَ عُمَرُ: " لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , عَنْ ثَلَاثَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ عَنِ الْكَلَالَةِ , وَعَنِ الْخَلِيفَةِ بَعْدَهُ , وَعَنْ قَوْمٍ , قَالُوا: نُقِرُّ بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا , وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ أَمْ لَا " قَالَ: «وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَرَى الْقِتَالَ»

مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے کہا عمر نے کہا اگر (پہلے خیال) ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال تین پر کرتا جو مجھ کو سرخ بکریوں سے زیادہ محبوب ہے

ایک کلالہ

اور ان کے بعد خلیفہ

اور قوم پر جو کہتے ہیں ہم اپنے اموال میں سے زّکاۃِ دینے پر برقرار ہیں لیکن تم کو نہیں دیں گے کہ کیا ان سے قتال ہے یا نہیں

عمر نے کہا: ابو بکر اس پر قتال دیکھتے تھے

محمد بن طلحة بن يزيد بن ركانة کا کسی صحابی سے سماع نہیں یہاں تک کہ تابعین میں سے بھی بعض سے یہ ارسال کرتے ہیں - سند میں انقطاع ہے - راقم کو مزید ملا کہ امام الذھبی کی بھی یہی رائے ہے یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے

هَكَذَا أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، بِالْكُوفَةِ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ «ثَلَاثٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ مَنِ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ، وَعَنْ قَوْمٍ قَالُوا أَنُقِرُّ بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ، أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ؟ وَعَنِ الْكَلَالَةِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى

‘‘ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 3186 – بل ما خرجا لمحمد شيئا ولا أدرك عمر

**الذھبی نے کہا بلکہ مُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے عمر سے کوئی چیز نہیں لی نہ ان کا دور پایا**

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ زکواۃ نہ دینے والوں سے جنگ کی لیکن ان کے لیڈروں کو قیدی بنانے کا حکم کیا اور ان کو مدینہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تقریبا تمام لیڈروں نے کہا کہ ان کا مدعا یہ نہیں تھا کہ وہ زکواۃ نہ دیں گے بلکہ وہ مومن ہی ہیں۔ ان کا ایمان قبول کر لیا گیا

کافر نبیہ سجاح زوجہ مسیلمہ کذاب نے اپنے دعوی نبوت سے رجوع کیا اور اسلام قبول کیا۔ اس کا ایمان قبول کیا گیا اور اس کو چھوڑ دیا گیا۔

کافر نبی مسیلمہ کا قتل ہوا کیونکہ یہ دور نبوی میں ہی مرتد ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کے سفیروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی – جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ رواج یا معروف نہ ہوتا کہ سفیر کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم لوگوں کو قتل کر دیتا۔ لہٰذا مسیلمہ دجال کو قتل کر دیا گیا

# جمع القرآن

مسیلمہ کذاب سے جنگ میں بہت سے قرآن کے قاری شہید ہوئے- روایات میں ہے کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیا- صحیح بخاری ۴٦٧٩ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الوَحْيَ - قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ اليَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي، فَقَالَ: إِنَّ القَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ اليَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ القَتْلُ بِالقُرَّاءِ فِي المَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ القُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ القُرْآنَ "، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ: «كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي، وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لاَ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلاَ نَتَّهِمُكَ، «كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»، فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ: «كَيْفَ تَفْعَلاَنِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ القُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالأَكْتَافِ، وَالعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ} [التوبة: 128] إِلَى آخِرِهِمَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا القُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَاللَّيْثُ [ص:72]، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ: مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ، وَقَالَ مُوسَى: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ، وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ. وَقَالَ: مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبیداللہ بن سباق نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (11ھ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسلیمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ مارے گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہوں گے اور اس طرح بہت سا قرآن ضائع ہو جائے گا۔ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرا دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا بھی کرتے تھے، اس لیے تم ہی قرآن مجید کو جابجا سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ اللہ کی قسم! کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لیے کہتے تو یہ میرے لیے اتنا بھاری نہیں تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کے کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم!

یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظہ سے بھی مدد لی اور سورۃ التوبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھی۔ (وہ آیتیں یہ تھیں)

«لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم» آخر تک۔

پھر مصحف جس میں قرآن مجید جمع کیا گیا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی (ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا)۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا اس میں خزیمہ کے بدلے ابوخزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابوخزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اور ابوثابت محمد بن عبیداللہ مدنی نے، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ مذکور ہے۔

صحیح بخاری ۷۱۹۱ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو ثَابِتٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ: "بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ

كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، لَا نَتَّهِمُكَ، قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ، فَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ، وَالرِّقَاعِ، وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ سورة التوبة آية 128إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ، أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ، فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ"، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: اللِّخَافُ يَعْنِي: الْخَزَفَ.

ہم سے محمد بن عبداللہ ابوثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید بن سابق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جنگ یمامہ میں بکثرت (قاری صحابہ کی) شہادت کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا قتل بہت ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ دوسری جنگوں میں بھی اسی طرح وہ شہید کئے جائیں گے اور قرآن اکثر ضائع ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید کو (کتابی صورت میں) جمع کرنے کا حکم دیں۔ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں کوئی ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! یہ تو کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں برابر مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح

اس معاملے میں میرا بھی سینہ کھول دیا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ کا تھا اور میں بھی وہی مناسب سمجھنے لگا جسے عمر رضی اللہ عنہ مناسب سمجھتے تھے۔ زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جوان ہو، عقلمند ہو اور ہم تمہیں کسی بارے میں متہم بھی نہیں سمجھتے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھتے تھے، پس تم اس قرآن مجید (کی آیات) کو تلاش کرو اور ایک جگہ جمع کر دو۔ زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ واللہ! اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا مکلّف کرتے تو اس کا بوجھ بھی میں اتنا نہ محسوس کرتا جتنا کہ مجھے قرآن مجید کو جمع کرنے کے حکم سے محسوس ہوا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ کس طرح ایسا کام کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر نے کہا کہ واللہ! یہ خیر ہے۔ چنانچہ مجھے آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا جس کے لیے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا اور میں بھی وہی مناسب خیال کرنے لگا جسے وہ لوگ مناسب خیال کر رہے تھے۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کی تلاش شروع کی۔ اسے میں کھجور کی چھال، چمڑے وغیرہ کے ٹکڑوں، پتلے پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا۔ میں نے سورۃ التوبہ کی آخری آیت «لقد جاءکم رسول من انفسکم» آخر تک خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی اور اس کو سورت میں شامل کر لیا۔ (قرآن مجید کے یہ مرتب) صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے جب تک وہ زندہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور آخر وقت تک ان کے پاس رہے۔ جب آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وفات دی تو وہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا کہ «اللخاف» کے لفظ سے ٹھیکری مراد ہے جسے «خزف.» کہتے ہیں۔

اہل تشیع کی روایات کے مطابق اس جمع القرآن میں علی رضی اللہ عنہ نے بھی مشورہ دیا کہ الفاظ کو کس طرح لکھنا ہے - شیعہ کتاب مستدرک سفینۃالبحار از علی النمازی اور بحار الانوار از محمد باقر المجلسی کی روایت ہے

.(3)وروي أنّ زيداً لمّا قرأ «التابوه» قال أميرالمؤمنين(عليه السلام): اكتبه «التابوت». فكتبه كذلك

وعن الطبرسي أنّ التابوت بالتاء لغة جمهور العرب وبالهاء لغة الأنصار

زید نے پڑھا التابوہ تو علی نے کہا اس کو التابوت لکھو

طبرسی نے کہا تابوت یہ جمہور عرب کی لغت میں ہے اور تابوہ یہ انصار کی لغت ہے

معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ بھی جمع القرآن میں پیش پیش رہے

الکافی کی روایت ہے

محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن عمرو بن أبي المقدام عن جابر قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: ما ادعى أحد من الناس أنه جمع القرآن كله كما أنزل إلا كذاب، وما جمعه وحفظه كما نزله الله تعالى إلا علي بن أبي طالب عليه السلام والائمة من بعده عليهم السلام.

جابر سے مروی ہے کہ ابو جعفر یعنی امام باقر نے کہا لوگوں میں اس کا دعوی کوئی نہیں کرتا کہ اس کے پاس مکمل قرآن ہے سوائے کذاب کے - اس کو صرف علی اور ائمہ نے ہی مکمل جمع کیا ہے جیسا اللہ تعالی نے نازل کیا تھا

سند میں عمرو بن إبي المقدام ثابت بن ہرمز الحداد ضعیف ہے - شیعہ کتاب طرائف المقال - السید علی البروجردی میں ہے

عمر بن ثابت وقيل عمرو أبو المقدام الحداد مولى بني عجلان، روى عن " ين " و " قر " و " ق " عليهم السلام ضعيف جدا

## عمرو بن ابی المقدام سخت ضعیف ہے

ابن حجر کا قول ہے: رمي بالرفض رفض کی بنا پر اس کو پھینک دیا گیا ہے

الکافی کی اسی قسم کی دوسری روایت ہے

محمد بن الحسين، عن محمد بن الحسن، عن محمد بن سنان، عن عمار بن مروان عن المنخل ، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: ما يستطيع أحد أن يدعي أن عنده جميع القرآن كله ظاهره وباطنه غير الاوصياء

اس کی سند میں المنخل بن جمیل ہے - شیعہ کتاب تحریر الطاووسی از حسن صاحب المعالم میں ہے

المنخل بن جميل الكوفى، بيا ع الجوارى (1). قال محمد بن مسعود: سألت علي بن الحسن عن المنخل بن جميل فقال: هو لا شئ، متهم بالغلو

یہ کوئی چیز نہیں - غالی ہے

اب جس کو شیعہ خود غالی قرار دیں اس کے غلو کا آپ اندازکر سکتے ہیں

شیعہ کتاب طرائف المقال - السید علی البروجردی میں ہے

المنخل بن جميل الكوفي " ق " ضعيف فاسد الرواية اس کی روایت فاسد ہے

الکافی کی روایت ہے کہ قرآن میں جو ہونے والا ہے اس کی بھی خبر ہے

محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن عيسى، عن أبي عبدالله المؤمن عن عبدالاعلى مولى آل سام قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: والله إني لاعلم كتاب الله من أوله إلى آخره كأنه في كفي(3) فيه خبر السماء وخبر الارض، وخبر ما كان، وخبر ما هو كائن، قال الله عزوجل: " فيه تبيان كل شئ

اس قسم کے اقوال باطنی شیعوں کے ایجاد کردہ ہیں-اس کی سند میں عبدالاعلی مولی آل سام بن لوئی بن غالب ہے جس کو کشی نے ممدوح قرار دیا ہے لیکن در حقیقت یہ مجہول الحال ہے-اس کی ولدیت نا معلوم ہے اور اس سے روایت کرنے والا ابو عبد اللہ مومن بھی مجہول ہے[17]

تفسیر قمی میں روایت ہے

17 http://qadatona.org/%D8%B9%D8%B1%D8%A8%D9%8A/%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%AC%D8%A7%D9%84/6240

بعض کا کہنا ہے یہ راوی ویمکن ان یکون الراوی ہو عبدالاعلی بن اعین العجلی مولاہم الکوفی من اصحاب الصادق علیہ السلام ہے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور خود شیعہ محققین نے اس بات کو رد کیا ہے

حدثنا جعفر بن احمد قال: حدثنا عبدالكريم بن عبدالرحيم قال: حدثنا محمد بن علي القرشي عن محمد بن الفضيل عن ابي حمزة الثمالي عن ابي جعفر عليه السلام قال: ما أحد من هذه الامة جمع القرآن إلا وصي محمد صلى الله عليه وآله،

سند میں شیعہ راوی محمد بن الفضیل ہے جس پر شیعہ نے خود جرح کی ہے

رجال ابن داود میں ہے

.محمد بن الفضيل الازدي الصيرفي ضا (جخ) يرمى بالغلو

خلاصۃالاقوال از الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی میں ہے

.(محمد) بن الفضيل بالياء بعد الضاد من أصحاب الرضا (ع) ازدي صيرفي برمي بالغلو

کتاب رجال الطوسی از ابی جعفر الطوسی میں ہے

(محمد) * بن الفضيل ازدي (5) صيرفى يرمى بالغلو له كتاب

الکافی کی ایک روایت ہے

محمد بن علي بن معمر، عن محمد بن علي بن عكاية التميمي، عن الحسين بن النضر الفهري، عن أبي عمرو الاوزاعي، عن عمرو بن شمر، عن جابر بن يزيد قال: دخلت على أبي جعفر (ع) فقلت .... إن أمير المؤمنين (ع) خطب الناس بالمدينة بعد سبعة أيام من وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وذلك حين فرغ من جمع القرآن، وتأليفه

علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کی وفات کے سات دن بعد جب وہ جمع القرآن و تالیف سے فارغ ہوئے

راقم کہتا ہے یہ روایت اہل تشیع کے لئے دلیل ہے کہ علی کا گھر نہیں جلایا گیا ورنہ یہ مصحف علی تلف ہو جاتا۔

اس روایت کے تحت جمع القرآن علی رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا۔ یہ اصحاب رسول کا انفرادی عمل تھا اور اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصاحف بھی تھے۔ لیکن ان میں تفسیری اقوال مصحف کے ساتھ ہی لکھے ہوئے تھے لہٰذا خدشہ تھا کہ تفسیر کو بھی لوگ قرآن سمجھ بیٹھیں گے اور روایات سے معلوم ہے کہ اس قسم کے مغالطے بعد میں پیدا ہوئے جن پر سیر حاصل بحث راقم کی کتاب میں ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ پر ہے

البیان فی تفسیر القرآن از شیعہ عالم الخوئی میں الخوئی نے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف روایت درج کی کہ

وروی محمد بن سیرین . قال : " قتل عمر ولم یجمع القرآن

ابن سیرین نے کہا عمر کا قتل ہوا اور قرآن جمع نہ ہوا تھا

راقم نے کتاب از بلاذری میں دیکھا کہ راوی کا مقصد یہ کہنا تھا کہ عمر نے قرآن مکمل حفظ نہیں کیا تھا

حَدَّثَنِي رُوحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعْد، قَالا: ثنا عارم بْن الفضل، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وهشام

.عَنِ ابْنِ سيرين قَالَ: قتل عمر ولم يجمع الْقُرْآن، قَالَ روح يعني أنه لم يحفظه

راقم کہتا ہے اگر اس کا مقصد یہ لیا جائے کہ قرآن جمع نہ ہوا تھا تو یہ قول خود شیعوں کے موقف کے خلاف ہے جس کے تحت علی نے قرآن وفات النبی کے بعد سات دن میں جمع کر لیا تھا

الذھبی قول لائے ہیں کہ

قَالَ أَنَسُ بنُ سِيْرِيْنَ: وُلِدَ أَخِي مُحَمَّدٌ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلاَفَةِ عُمَر

ابن سرین کی ولادت خلافت عمر کے ختم ہونے کے دو سال پہلے ہوئی

ظاہر ہے دو سال کی عمر میں ابن سرین سے یہ امید کرنا کہ وہ قرآن جمع نہ ہونے کا ذکر کر رہے تھے احمقانہ بات ہے - حیرت ہے کہ الخوئی نے اس پر غور نہیں کیا جبکہ اہل تشیع میں وہ علم رجال کے ماہر ہیں

َالبیان فی تفسیر القرآن از شیعہ عالم الخوئی میں الخوئی نے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف روایت درج کی کہ

: وروى يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب . قال

أراد عمر بن الخطاب أن يجمع القرآن فقام في الناس "

راقم نے اصل سند ڈھونڈھی تو تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں روایت ملی

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: أَرَادَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَجْمَعَ الْقُرْآنَ، فَقَامَ فِي النَّاسِ , فَقَالَ: مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِنَا بِهِ، وَكَانُوا كَتَبُوا

ذَلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ، وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ شَهِيدَانِ، فَقُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُجْمَعَ ذَلِكَ إِلَيْهِ

**یحیٰی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ جو ۳۲ ہجری میں پیدا ہوئے ان کا کہنا ہے کہ عمر المتوفی ۲۳ھ نے ارادہ کیا کہ قرآن جمع کریں پس لوگوں سے خطاب کیا اور کہا جس جس کو قرآن میں سے کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت ملی ہوئی ہو وہ آئے اور اس کو مصحف میں درج کرے**

**ابن ابی داود کی کتاب المصاحف میں ہے**

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: أَرَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يَجْمَعَ الْقُرْآنَ، فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: " مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِنَا بِهِ، وَكَانُوا كَتَبُوا ذَلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ، وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ شَهِيدَانِ فَقُتِلَ وَهُوَ يَجْمَعُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ فَلْيَأْتِنَا بِهِ وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ عَلَيْهِ شَهِيدَانِ، فَجَاءَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تَرَكْتُمْ آيَتَيْنِ لَمْ تَكْتُبُوهُمَا. قَالُوا: وَمَا هُمَا؟ قَالَ: تَلَقَّيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ} إِلَى آخِرِ السُّورَةِ قَالَ عُثْمَانُ: فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُمَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَأَيْنَ تَرَى أَنْ " نَجْعَلَهُمَا؟ قَالَ: اخْتِمْ بِهَا آخِرَ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَخُتِمَتْ بِهَا بَرَاءَةُ

**راقم کہتا ہے ہر مقام پر اس روایت کی سند منقطع ہے۔ یحیٰی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ جو ۳۲ ہجری میں پیدا ہوا یہ عمر المتوفی ۲۳ھ سے روایت کیسے کر سکتا ہے؟ الخوئی سے پھر غلطی ہوئی۔**

الخوئی نے روایت پیش کی

: وروى عبيد بن عمير ، قال

كان عمر لا يثبت آية في المصحف حتى يشهد رجلان ، فجاءه رجل من "

الانصار بهاتين الآيتين : لقد جاءكم رسول من أنفسكم . . . إلى آخرها . فقال

عمر : لا أسألك عليها بينة أبدا ، كذلك كان رسول الله

راقم کو تفسیر طبری میں اس کی سند ملی

حدثنا ابن وكيع قال، حدثنا ابن عيينة، عن عمرو، عن عبيد بن عمير قال: كان عمر رحمة الله عليه لا

يُثْبت آيةً في المصحف حتى يَشْهَدَ رجلان، فجاء رجل من الأنصار بهاتين الآيتين: (لقد جاءكم رسول من

!أنفسكم عزيز عليه) ، فقال عمر: لا أسألك عليهما بيّنةً أبدًا، كذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

عبید بن عمیر نے کہا عمر رحمہ اللہ علیہ مصحف میں کسی آیت کو ثابت نہ کرتے حتیٰ کہ دو مرد گواہی دیں

سند میں سفیان بن وکیع متروک ہے

اسی قسم کی ایک روایت سنن سعید بن منصور میں ہے

سنن سعيد بن منصور

ت (٢٢٧) هـ

دراسة وتحقيق

الدكتور سعد بن عبدالله بن عبدالعزيز آل حميد

المجلد الخامس

دار الصميعي للنشر والتوزيع



**[الآية (١٢٨): قوله تعالى:**

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾]

**١٠٥٣** ـ حدثنا سعيد، قال: نا (سفيان، عن)(١) عمرو بن دينار، عن يحيى بن جَعْدَة(٢)، قال: **كان عمر رضي الله عنه لا يثبت آية في المصحف حتى يشهد عليها رجلان، فجاءه رجل من الأنصار، فحدثه بالآيتين من آخر سورة التوبة: ﴿لقد جاءكم...﴾ الآية، فقال: لا أسألك عليها بينة؛ كذلك كان رسول الله ﷺ، فأثبته**(٣).

محقق دکتور سعد بن عبد اللہ کا کہنا ہے سند منقطع ہے اور عبید بن عمیر کی روایت کی سند ثابت نہیں ہے

**١٠٥٣** ـ سنده ضعيف للانقطاع بين يحيى بن جعدة وعمر، وجاء عند ابن جرير أن الراوي عن عمر هو عبيد بن عمير، ولكنه لا يثبت، وأصل القصة في «صحيح البخاري»، لكن على أن ذا الشهادتين في آية سورة الأحزاب، لا في التوبة كما سيأتي.

اس کے بعد الخوئی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قرآن نہ ابو بکر نے جمع کیا، نہ عمر نے، بلکہ عثمان نے کیا-

راقم کہتا ہے یہ لوگ اگر صرف صحیح روایات کو دیکھتے تو یہ مسئلہ آسان ہو جاتا-

اول قرآن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم پر جمع کیا گیا لیکن اس کو پھیلایا نہیں گیا کیونکہ قرآن اصحاب رسول کو یاد تھا-

دوم دور عثمان میں اسی جمع کردہ قرآن کو واپس چیک کیا گیا، دوبارہ شہادتیں لی گئیں اور پھر اس قرآن کو پھیلایا گیا

# وفات ابی بکر

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا تھا- طبقات ابن سعد کی روایت ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأُوَيْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَالْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ كَانَا يَأْكُلانِ خَزِيرَةً أُهْدِيَتْ لأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ الْحَارِثُ لأَبِي بَكْرٍ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ. وَاللَّهِ إِنَّ فِيهَا لَسَمُّ سَنَةٍ وَأَنَا وَأَنْتَ نَمُوتُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ. قَالَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَلَمْ يَزَالا عَلِيلَيْنِ حَتَّى مَاتَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ عِنْدَ انْقِضَاءِ السَّنَةِ.

امام زہری نے روایت کیا کہ ابو بکر اور حارث بن کلدہ نے خزیرہ ایک ساتھ کھایا جو ان کو ہدیہ کیا گیا تھا پس حارث نے کہا اے خلیفہ رسول ہاتھ اٹھالیں اس میں زہر ہے اور ہم دونوں کی موت ایک ہی رات میں ہو جائے گی

پس ابو بکر نے ہاتھ اٹھالیا اور یہ دونوں بیمار پڑ گئے یہاں تک کہ ایک ہی دن میں ایک ہی سال میں فوت ہوئے

یہ روایت منقطع ہے—امام زہری کو کس نے یہ سب خبر دی معلوم نہیں ہے

حارث بن کلدہ قرن اول کے ایک مشہور طبیب تھے اور ان کو ادویہ و جڑی بوٹیوں کا علم تھا- مورخین کہتے ہیں کہ ان کا انتقال دور معاویہ میں ہوا ہے[18]

بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کیا ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ النَّجَّارُ الْفَقِيهُ إِمْلَاءً قَالَ: قُرِئَ عَلَى يَحْيَى بْنِ [ص:477] جَعْفَرٍ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّاسِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي فُرَاتُ بْنُ

---

18

الأعلام از خير الدين الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) میں ہے

الحارث بن كلدة الثقفي: طبيب العرب في عصره، وأحد الحكماء المشهورين. من أهل الطائف. رحل إلى بلاد فارس رحلتين فأخذ الطب عن أهلها. وتعلم الضرب على العود بفارس واليمن.
مولده قبل الإسلام، وبقي أيام رسول الله صلّى الله عليه وسلم وأيام أبي بكر وعمر وعثمان وعلي ومعاوية

امام الذھبی نے اس کو بعید قرار دیا ہے کہ حارث دور معاویہ تک رہے ہوں لیکن دلیل نہیں دی
تاریخ اسلام میں لکھا ہے
سافر في البلاد، وتعلم الطِّب بناحية فارس، وتعلم أيضًا ضرب العود بفارس واليمن.
وَيُقَالُ: أَنَّهُ بقى إِلَى أيام مُعَاوِيَة، وَهُوَ بعيد، فإن ابنه النضر بن الحارث ابن خالة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أسر يَوْم بدر، وقتله عَلِيّ بالصفراء.

السَّائِبِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قِصَّةٍ ذَكَرَهَا قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ لَلَيْلَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَيَوْمٌ خَيْرٌ مِنْ عُمُرِ عُمَرَ، هَلْ لَكَ أَنْ أُحَدِّثَكَ بِلَيْلَتِهِ وَيَوْمِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ , يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ لَيْلًا فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَجَعَلَ يَمْشِي مَرَّةً أَمَامَهُ، وَمَرَّةً خَلْفَهُ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذَا يَا أَبَا بَكْرٍ؟ مَا أَعْرِفُ هَذَا مِنْ فِعْلِكَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَذْكُرُ الرَّصَدَ فَأَكُونُ أَمَامَكَ، وَأَذْكُرُ الطَّلَبَ فَأَكُونُ خَلْفَكَ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِكَ وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِكَ، لَا آمَنُ عَلَيْكَ قَالَ: فَمَشَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَهُ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ حَتَّى حَفِيَتْ رِجْلَاهُ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهَا قَدْ حَفِيَتْ حَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ، وَجَعَلَ يَشْتَدُّ بِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ فَمَ الْغَارِ، فَأَنْزَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَهُ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ نَزَلَ بِي قَبْلَكَ، فَدَخَلَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَحَمَلَهُ فَأَدْخَلَهُ، وَكَانَ فِي الْغَارِ خَرْقٌ فِيهِ حَيَّاتٌ وَأَفَاعٍ، فَخَشِيَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُنَّ شَيْءٌ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَمَهُ قَدَمَهُ فَجَعَلْنَ يَضْرِبْنَهُ وَيَلْسَعْنَهُ: الْحَيَّاتُ وَالْأَفَاعِي، وَجَعَلَتْ دُمُوعُهُ تَنْحَدِرُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ: «يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَحْزَنْ، إِنَّ اللهَ مَعَنَا» ، فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ وَطُمَأْنِينَتَهُ لِأَبِي بَكْرٍ، فَهَذِهِ لَيْلَتُهُ. وَأَمَّا يَوْمُهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نُصَلِّي، وَلَا نُزَكِّي , وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي وَلَا نُزَكِّي، فَأَتَيْتُهُ وَلَا آلُوهُ نُصْحًا، فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ، تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ، فَقَالَ: جَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ، فَبِمَاذَا أَتَأَلَّفُهُمْ أَبِشِعْرٍ مُفْتَعَلٍ أَوْ بِشِعْرٍ مُفْتَرًى؟ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَفَعَ الْوَحْيُ، فَوَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ: فَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَكَانَ وَاللهِ رُشَيْدَ الْأَمْرِ " فَهَذَا يَوْمُهُ

اس روایت کاخلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور فرمانے لگے کاش کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک دن اور ایک رات جیسے ہوتے، ایک رات وہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف چلے جب وہاں پہنچے تو کہا اللہ کی قسم آپ داخل نہ ہوں یہاں تک کہ میں آپ سے پہلے داخل ہو جاؤں، اگر اس میں کوئی ایذا پہنچانے والی چیز ہو گی تو مجھے ایذا پہنچے گی آپ اس سے محفوظ رہیں

گے۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کی ایک جانب کئی سوراخ تھے۔ انہوں نے اپنے تہہ بند کو پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے سوراخ بند کئے البتہ دو سوراخ باقی رہ گئے انہوں نے ان میں اپنے دونوں پاؤں داخل کر دیے۔ پھر کہا آپ اب تشریف لائیں چنانچہ آپ داخل ہوئے اور سر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ اس دوران ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سوراخ سے ڈسا گیا لیکن وہ اس لئے نہ ہلے (حرکت نہ کی) کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں جب آپ کے رخ انور پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنسو گرے تو آپ نے دریافت کیا کہ اے ابو بکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں تو ڈسا گیا ہوں چنانچہ آپ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ تکلیف دور ہو گئی۔

بعض متن میں اضافہ ہے کہ پھر اس کے بعد زہر کا اثر ابو بکر پر دوبارہ ظاہر ہوا تھا جو ان کی موت کا سبب بنا

اس کی سند مجروح ہے

وأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سلمان التجار الْفَقِيهُ إِمْلَاءً، قَالَ: قُرِئَ عَلَى يَحْيَى بْنِ جَعْفَرٍ وَأَنَا أَسْمَعُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّاسِبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ، عن عمر ابن الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قِصَّةٍ ذَكَرَهَا

سند میں فرات بن السائب ہے جو متروک ہے

میزان از الذہبی میں ہے

.قال البخاري: منكر الحديث

.وقال ابن معين: ليس بشئ

.وقال الدارقطني وغيره: متروك

.وقال أحمد بن حنبل: قريب من محمد بن زياد الطحان، في ميمون، يتهم بما يتهم به ذاك

یہ قصے گھڑے جا رہے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا-

المنتظم از ابن جوزی میں ہے

ذكره الواقدي عن أشياخه [4] : أن أبا بكر رضي الله عنه اغتسل في يوم بارد فحم خمسة عشر يوما، فكان

.لا يخرج إلى الصلاة، وأمر عمر أن يصلي بالناس، وكان عثمان ألزمهم له في مرضه

واقدی نے اپنے شیوخ سے ذکر کیا کہ ابو بکر نے ایک سردی کے دن وضو کیا جس سے بخار میں پندرہ دن بعد ان کی وفات ہوئی اور انہوں نے عمر کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

صحیح بخاری کی حدیث ۱۳۸۷ ہے

حدثنا معلى بن اسد , حدثنا وهيب، عن هشام، عن ابيه، عن عائشة رضي الله عنها , قالت: دخلت على ابي بكر رضي الله عنه , فقال:" في كم كفنتم النبي صلى الله عليه وسلم؟ , قالت: في ثلاثة اثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة، وقال لها: في اي يوم توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ , قالت: يوم الاثنين، قال: فاي يوم هذا؟ , قالت: يوم الاثنين، قال: ارجو فيما بيني وبين الليل فنظر إلى ثوب عليه كان يمرض فيه به ردع من زعفران، فقال: اغسلوا ثوبي هذا وزيدوا عليه ثوبين فكفنوني فيها، قلت: إن هذا

خلق، قال: إن الحي احق بالجديد من الميت إنما هو للمهلة، فلم يتوف حتى امسى من ليلة الثلاثاء، ودفن قبل ان يصبح".

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں (والد ماجد) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں کا۔ آپ کو کفن میں قمیض اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران میں آپ پہن رہے تھے۔ اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھولینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے کفن انہیں کا دینا۔ میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا کہ زندہ آدمی نئے (کپڑے) کا مردے سے زیادہ مستحق ہے' یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ پھر منگل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ کا انتقال ہوا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کیا گیا۔

مسند ابو یعلی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَرَأَيْتُ بِهِ الْمَوْتَ، فَقُلْتُ: هَيْجُ هَيْجُ،

مَنْ لَا يَزَالُ دَمْعُهُ مُقَنَّعًا ... فَإِنَّهُ فِي مَرَّةٍ مَدْفُوقُ

فَقَالَ لَهَا: لَا تَقُولِي ذَلِكَ، وَلَكِنْ قُولِي: {وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ} [ق: 19]، ثُمَّ قَالَ: فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: «يَوْمَ الِاثْنَيْنِ»، قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ، فَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، قَالَتْ: وَقَدْ قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ: فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: «فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ»، فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ، فِيهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ، أَوْ مِشْقٌ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا فَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ وَكَفِّنُونِي فِيهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: الْحَيُّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ابو بکر صدیق کی خدمت میں گئی تو آپ پر حالت موت طاری تھی تو میں نے کہا هَيْجٌ هَيْجٌ پھر میں نے شعر پڑھا

مَنْ لَا يَزَالُ دَمْعُهُ مُقَنَّعًا ... فَإِنَّهُ فِي مَرَّةٍ مَدْفُوقُ

یہ سن کر ابو بکر نے کہا: یہ مت کہو بلکہ یہ کہو {وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ} [ق: 19] اور آن پہنچی سکرات موت یہی ہے، جس سے تو بھاگتا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا پیر کے دن- ابو بکر نے کہا: مجھے امید ہے میں آج رات ہی انتقال کروں گا۔ پھر ان کی وفات نہ ہوئی یہاں تک کہ منگل کی رات ہو گئی اور صبح ہونے سے قبل آپ کو دفن کر دیا گیا۔

کتاب الأموال از ابو عُبید القاسم بن سلّام بن عبد اللہ الہروی البغدادی (المتوفی: 224ھ) میں ہے

353 - قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُلْوَانُ بْنُ دَاوُدَ، مَوْلَى أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَعُودُهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: مَا أَرَى بِكَ بَأْسًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا تَأْسَ عَلَى الدُّنْيَا، فَوَاللَّهِ إِنْ عَلِمْنَاكَ إِلَّا كُنْتَ صَالِحًا مُصْلِحًا، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَا آسَى عَلَى شَيْءٍ إِلَّا عَلَى ثَلَاثٍ فَعَلْتُهُمْ، وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْهُمْ، وَثَلَاثٍ لَمْ أَفْعَلْهُمْ وَوَدِدْتُ أَنِّي فَعَلْتُهُمْ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ، فَأَمَّا الَّتِي فَعَلْتُهَا وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْهَا: فَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا لِخَلَّةٍ ذَكَرَهَا - قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: لَا أُرِيدُ ذِكْرَهَا - وَوَدِدْتُ أَنِّي يَوْمَ سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ كُنْتُ قَذَفْتُ الْأَمْرَ فِي عُنُقِ أَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: عُمَرَ، أَوْ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَكَانَ أَمِيرًا وَكُنْتُ وَزِيرًا، وَوَدِدْتُ أَنِّي حَيْثُ كُنْتُ وَجَّهْتُ خَالِدًا إِلَى أَهْلِ الرِّدَّةِ أَقَمْتُ بِذِي الْقَصَّةِ، فَإِنْ ظَفَرَ الْمُسْلِمُونَ ظَفِرُوا وَإِلَّا كُنْتُ بِصَدَدِ لِقَاءٍ، أَوْ مَدَدٍ. وَأَمَّا الثَّلَاثُ الَّتِي تَرَكْتُهَا وَوَدِدْتُ أَنِّي فَعَلْتُهَا: فَوَدِدْتُ أَنِّي يَوْمَ أُتِيتُ بِالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ أَسِيرًا كُنْتُ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يَرَى شَرًّا إِلَّا أَعَانَ عَلَيْهِ [ص:175]، وَوَدِدْتُ أَنِّي يَوْمَ أُتِيتُ بِالْفُجَاءَةِ لَمْ أَكُنْ أَحْرَقْتُهُ، وَكُنْتُ قَتَلْتُهُ سَرِيحًا، أَوْ أَطْلَقْتُهُ نَجِيحًا، وَوَدِدْتُ أَنِّي حَيْثُ وَجَّهْتُ خَالِدًا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ كُنْتُ وَجَّهْتُ عُمَرَ إِلَى الْعِرَاقِ، فَأَكُونُ قَدْ بَسَطْتُ يَدِي، يَمِينِي وَشِمَالِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَأَمَّا الثَّلَاثُ الَّتِي وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَدِدْتُ أَنِّي سَأَلْتُهُ: فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ، فَلَا يُنَازِعُهُ أَهْلُهُ؟ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ سَأَلْتُهُ: هَلْ لِلْأَنْصَارِ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ مِنْ نَصِيبٍ؟ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ سَأَلْتُهُ عَنْ مِيرَاثِ الْعَمَّةِ وَابْنَةِ الْأَخِ، فَإِنَّ فِي نَفْسِي مِنْهَا حَاجَةً

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُلْوَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ – 354
حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، مِثْلَهُ

عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ابو بکرؓ کی عیادت کرنے داخل ہوا اس مرض میں جس میں ان کی وفات ہوئی اور ان کو کہا

میں آپ میں کوئی برائی نہیں دیکھتا، اللہ کا شکر ہے اور دنیا کی کسی بات کے متعلق کوئی حسرت باقی نہیں رہی۔

واللہ اپ کے اعمال صالح ہیں - پس ابو بکر نے کہا جہاں تم میرا تعلق ہے تو مجھے افسوس ہے کہ میں نے انہیں کیوں کیا، کاش میں انہیں نہ کرتا۔ تین کام میں نے نہیں کیے، کاش میں انہیں کرلیتا اور تین باتیں ایسی ہیں جنہیں میں ...- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرسکا، کاش انہیں دریافت کرلیتا۔

ابو عبید نے کہا ان کا میں ذکر نہیں کروں گا

نوٹ ابو عبید نے جس بات کو چھپایا تھا وہ میزان از الذھبی سے معلوم ہوئی ہے

فقال: إنی لا آسى على شئ إلا على ثلاث وددت أنی لم أفعلهن: وددت أنی لم أكشف بيت فاطمة وتركته، وأن أغلق على الحرب

تین باتیں جو مجھے نہ کرنی چاہیے تھیں وہ یہ ہیں

کاش میں فاطمہؓ کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوتا خواہ ان لوگوں نے لڑائی ہی کی خاطر اسے بند کیا ہوتا۔

کاش میں  الْفُجَاءَةَ بْنَ عَبْدِ يَالِيلَ السُّلَمِيَّ کو آگ میں نہ جلاتا۔ یا تو اسے تلوار سے قتل کر دیتا، یا اس کی جان بخشی کر کے چھوڑ دیتا۔

کاش میں سقیفہ بنی ساعدہ والے دن خلافت کا بار عمرؓ اور ابو عبیدہ میں سے کسی پر ڈال دیتا۔ ان میں سے کوئی امیر ہوتا اور میں اس کا وزیر۔

جو امور مجھے بجالانے چاہئیں تھے وہ ہی

جو لوگ علیؓ کے بیعت نہ کرنے کا واقعہ تسلیم نہیں کرتے وہ اس صورت کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ روایت بھی تسلیم نہیں کرتے کہ ابو بکرؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کاش وہ انصار کے حق خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے۔

جب اشعث بن قیس حالت اسیر ی میں میرے پاس لایا گیا تھا تو مجھے اس کی گردن اڑا دینی چاہیے تھی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ فتنہ پرداز آدمی ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے پر اسے ضرور بھڑکانے میں حصہ لے گا۔

اسی طرح جب میں نے خالدؓ بن ولید کو مرتدین سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا تو مجھے مدینہ سے نکل کر ذوالقصہ میں مقیم ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر مسلمان کامیاب ہو جاتے فبہا ورنہ میں ذوالقصہ میں پڑاؤ ڈالنے کی وجہ سے فوراً ان کی مدد کے لیے پہنچ سکتا۔

جب میں نے خالدؓ بن ولید کو شام بھیجا تھا تو اس کے ساتھ ہی عمرؓ بن خطاب کو عراق بھیج دیتا اور یوں دونوں ہاتھ خدا کی راہ میں پھیلا دیتا۔

وہ تین باتیں، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لینا چاہیے تھا، یہ ہیں

خلافت کے متعلق آپ سے دریافت کرلیتا تاکہ بعد میں کسی کے لیے جھگڑا کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

آپ سے یہ بھی دریافت کرلیتا کہ خلافت میں انصار کا بھی حصہ ہے یا نہیں۔

بھتیجی اور چچی کی میراث کے متعلق استفسار کرلیتا کیونکہ ان دونوں رشتہ داروں کی میراث کے متعلق میرے دل میں خلش باقی ہے۔

یہ روایت منکر ہے - میزان از الذھبی میں راوی علوان کے ترجمہ میں اس کا ذکر ہے

علوان بن داود البجلي، مولى جرير بن عبد الله، ويقال علوان بن صالح، قال البخاري: علوان بن داود – ويقال ابن صالح.

منكر الحديث.

وقال العقيلي: له حديث لا يتابع عليه، ولا يعرف إلا به.

وقال أبو سعيد بن يونس: منكر الحديث.

العقيلي، حدثنا يحيى بن أيوب العلاف، حدثنا سعيد بن عفير، حدثنا علوان ابن داود، عن حميد بن عبد الرحمن بن حميد بن عبد الرحمن بن عوف، عن صالح بن كيسان، عن حميد بن عبد الرحمن، عن أبيه، قال: دخلت على أبي بكر أعوده

وابن عساکر (المتوفی 571) نے تاریخ دمشق میں روایت بیان کی [19]

أنبأنا أبو علي محمد بن محمد بن عبد العزيز بن المهدي وأخبرنا عنه أبو طاهر إبراهيم بن الحسن بن طاهر

---

19

اسی روایت کا ذکر أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) نے کتاب الشريعة میں کیا ہے لیکن سند نہیں دی
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ , قَالَ لَهُمْ: إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جِهَازِي فَاحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقِفُوا بِالْبَابِ وَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ , هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ , وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا , فَأَدْخِلُونِي فَادْفِنُونِي , وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَقِيعِ وَادْفِنُونِي. فَفَعَلُوا فَلَمَّا وَقَفُوا بِالْبَابِ وَقَالُوا هَذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ , وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ

تفسير مفاتيح الغيب المعروف تفسیر کبیر ج٢١ ص433 میں سوره کہف کی آیت فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا میں فخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606هـ) نے کرامت اولیاء کی مثال کے طور پر اس کا ذکر کیا

أَمَّا الْآثَارُ» فَلْنَبْدَأْ بِمَا نُقِلَ أَنَّهُ ظَهَرَ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنَ الْكَرَامَاتِ ثُمَّ بِمَا ظَهَرَ عَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ، أَمَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمِنْ كَرَامَاتِهِ أَنَّهُ لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ

تفسیر نیشاپوری یا غرائب القرآن ورغائب الفرقان از نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمي النيسابوري (المتوفى: 850هـ) میں اس کا ذکر ہے
وأما الآثار فمن كرامات أبي بكر الصديق أنه لما حملت جنازته إلى باب قبر النبي صلى الله عليه وسلم ونودي السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر بالباب فإذا الباب قد فتح فإذا هاتف يهتف من القبر أدخلوا الحبيب إلى الحبيب

السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير از شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي (المتوفى: 977هـ) نے اس کا ذکر کیا

اس طرح اہل کشف نے اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا اور بریلوی فرقہ کو پسند آیا

روایت کے مطابق ابو بکر رضی الله عنہ کو علی رضی الله عنہ نے کفن دیا جبکہ موطا میں ہے

موطا امام مالک ۔ جلد اول ۔ کتاب الجنائز ۔ حدیث 468

يَحْيَى بْن سَعيد أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لعَائشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَة أَثْوَاب بيض سُحُولِيَّة فَقَالَ أَبُو بَكْر خُذُوا هَذَا الثَّوْبَ لثَوْب عَلَيْه قَدْ أَصَابَهُ مشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَاغْسلُوهُ ثُمَّ كَفِّنُونِي فيه مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائشَةُ وَمَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْر الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيد مِنْ الْمَيِّتِ وَإِنَّمَا هَذَا لِلْمُهْلَةِ

یحیی بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابوبکر صدیق نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے کپڑوں میں کفن دیئے گئے تھے - عائشہ نے کہا سفید تین کپڑوں میں سحول کے، تب ابوبکر نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیرو یا زعفران لگا ہوا ہے اس کو دھو کر اور دو کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا - عائشہ بولیں یہ کیا بات ہے ابوبکر بولے کہ مردے سے زیادہ زندے کو کپڑے کی حاجت ہے کفن تو پیپ اور خون کے لئے ہے

صحیح بخاری میں ہے وفات سے پہلے ابو بکر رضی الله عنہ نے

فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْه، كَانَ يُمَرَّضُ فيه بِه رَدْعٌ منْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْه ثَوْبَيْنِ، فَكَفِّنُونِي فيهَا، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيد منَ المَيِّت، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَة فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى منْ لَيْلَةِ الثُّلاَثَاءِ، وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ

الحموي عنه أنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن أحمد العتيقي سنة سبع وثلاثين وأربع مائة نا عمر بن محمد الزيات نا عبد الله بن الصقر نا الحسن بن موسى نا محمد بن عبد الله الطحان حدثني أبو طاهر المقدسي عن عبد الجليل المزني عن حبة العرني عن علي بن أبي طالب قال لما حضرت أبا بكر الوفاة أقعدني عند رأسه وقال لي يا علي إذا أنا مت فغسلني بالكف الذي غسلت به رسول الله صلى الله عليه وسلم وحنطوني واذهبوا بي إلى البيت الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذنوا فإن رأيتم الباب قد يفتح فادخلوا بي وإلا فردوني إلى مقابر المسلمين حتى يحكم الله بين عباده قال فغسل وكفن وكنت أول من يأذن إلى الباب فقلت يا رسول الله هذا أبو بكر مستأذن فرأيت الباب قد تفتح وسمعت قائلا يقول ادخلوا الحبيب إلى حبيبه فإن الحبيب إلى الحبيب مشتاق

حبة العرنی نے علی سے روایت کیا کہ جب ابو بکر کا انتقال ہوا میں ان کے سرہانے تھا انہوں نے کہا اے علی جب میں مر جاؤں تم اس برتن سے غسل دینا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور خوشبو لگانا اور اس گھر جانا جس میں رسول اللہ ہیں ان سے اجازت لینا اگر دیکھو دروازہ کھل گیا تم مجھ کو اس میں داخل کرنا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لانا یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے (یعنی قیامت) پس علی نے کہا: میں نے غسل دیا اور کفن دیا اور میں پہلا تھا جس نے دروازہ پر اجازت لی پس میں نے کہا اے رسول اللہ یہ ابو بکر ہے اجازت مانگتا ہے میں نے دیکھا دروازہ کھلا اور سنا ایک کہنے والے کو کہ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کرو کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود ابن عساکر نے اس پر جرح کرتے ہوئے کہا
هذا منكر وراويه أبو الطاهر موسى بن محمد بن عطاء المقدسي وعبد الجليل مجهول والمحفوظ أن الذي غسل أبا بكر امرأته أسماء بنت عميس [تاريخ دمشق لابن عساكر: 30/ 437]۔

---

کپڑوں کو دیکھا جس میں وہ مریض تھے اس پر زعفران کے نشان تھے کہا ان کپڑوں کو دھونا اور ان میں دو کا اضافہ کرنا پھر کفن دینا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے پوچھا یہ اپ نے کیا؟ ابو بکر نے کہا زندہ حق دار ہے میت سے زیادہ نئے کا یہ تو پیپ اور خون کے لئے ہے

نوٹ : ابو بکر کے مطابق اولیاء اللہ پیپ اور خون میں تبدیل ہو جاتے ہیں

یہ منکر ہے اس میں أبو الطاهر موسى بن محمد بن عطاء المقدسي [الوفاة: 221 – 230 ھ] اور عبد الجلیل مجھول ہیں اور محفوظ ہے کہ ابو بکر کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس نے غسل دیا

بعض محدثین نے موسى بن محمد بن عطاء بن طاہر البَلْقاوی ّالمقدسی ّکو کذاب بھی کہا ہے

.ورماه بالكذب أبو زرعة وأبو حاتم
.وقال الدَّارَقُطْنِيّ: متروك
.قال العُقَيلي: يُحَدِّث عن الثقات بالبواطيل والموضوعات
وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات، لا تحل الرواية عنه - یہ حدیث گھڑتا تھا اس سے روایت کرنا حلال نہیں.
.وقال ابن عدي: منكر الحديث، يسرق الحديث منکر حدیث ہے – حدیث چور ہے

مذکورہ روایت میں شیعیت کا پرچار ہے[20]
اول ابو بکر نے اپنی اولاد کی بجائے علی کو احکام دیے

---

[20]
شیعوں میں اس روایت پر اختلاف بھی ہے بعض جرح کرتے ہیں بعض اس سے دلیل لیتے ہیں مثلا

الخلافة المغتصبة از إدريس الحسيني کہتے ہیں
فكيف يكون حبيبا للنبي (ص) من أغضب واغتصب مال فاطمة بضعته التي قال عنها: يغضبني ما أغضبها، إن .هذه المفارقات لم تكن سوى من اختراع المؤرخ المأجور، وأنصار الخلافة المغتصبة
کیسے یہ نبی کا حبیب ہوا جس نے قبضہ کیا اور مال فاطمہ غصب کیا .. پس یہ اختراع مورخ کی ہے اور ان مددگاروں کی جنہوں نے غصب خلافت میں مدد کی

مأساة الزهراء عليها السلام از السيد جعفر مرتضى العاملي کے مطابق
وقد رووا عن علي ( ع ) : أنه لما مات أبو بكر ، قال علي قلت : يا رسول الله ، هذا أبو بكر يستأذن ، فرأيت

دوم یہ علی کی خلافت کی طرف اشارہ ہوا
سوم ابو بکر کی تدفین حجرہ نبی میں علی کے طفیل ہوئی

افسوس ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّيُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ-) نے ایک کذاب کے قول پر عقیدہ لے لیا-
تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج21 ص433 میں سورہ کہف کی آیت فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا میں
فخر الدین الرازی خطیب الری (المتوفی: 606ھ-) نے کرامت اولیاء کی مثال کے طور پر اس کا ذکر کیا

أَمَّا الْآثَارُ» فَلْنَبْدَأْ بِمَا نُقِلَ أَنَّهُ ظَهَرَ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنَ الْكَرَامَاتِ ثُمَّ بِمَا ظَهَرَ عَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ، أَمَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمِنْ كَرَامَاتِهِ أَنَّهُ لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ

---

الباب قد فتح ،
. " . . وسمعت قائلا يقول : أدخلوا الحبيب إلى حبيبه الخ
رواه ابن عساكر ، وقال : " منكر ، وأبو طاهر كذاب ، وعبد
. " ( 1 ) . . الجليل مجهول الخ

. وقد قلنا : إن الخبر وإن كان غير صحيح ، ولكنه يشير إلى أن ما يتحدث عنه قد كان مما يستعمله الناس آنئذ
اور ہم شیعہ کہتے ہیں اگر یہ خبر صحیح نہ بھی ہو تو لیکن پھر بھی یہ اشارہ کرتی ہے کہ ان (علی) کے لئے جو بیان کیا گیا کہ لوگ (ابو بکر) ان کو (احکام کے سلسلے میں ) استعمال کرتے تھے

اس قول سے الیاس گھمن صاحب نے بھی دلیل لے لی کہ صدیق اکبر قبر میں حیات النبی کا عقیدہ رکھتے تھے نعوذ باللہ- جبکہ یہ روایت بقول ابن عساکر منکر ہے لیکن الیاس گھمن صاحب نے دلیل لی کہ خلیفہ راشد نے فیصلہ کر دیا کہ نبی قبر میں زندہ ہیں

https://youtu.be/drsYSCDIssY

غور کریں روایت منکر، راوی حدیث چور مشہور اس کی بات سے فیصلہ ہوا کہ ابو بکر قبر میں زندگی مانتے تھے

**اگلے خلیفہ کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا بلکہ حالت مرض میں دوسرے خلیفہ کا تقرر خود کیا- تاریخ طبری میں**

ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ الْوَاقِدِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

**کی سند سے ہے کہ ابو بکر نے عبدالرحمان بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مشورہ کیا**

**تاریخ طبری میں**

حدّثنا ابنُ حميد، قال: حدّثنا يحيى بن واضح، قال: حدّثنا يونس بن عمرو عن أبي السَّفَر،

**کی سند سے ہے ابو بکر نے پھر لوگوں کو جمع کر کے کہا**

أترضوْن بمن أستخلف عليكم؟ فإنّي والله ما ألوْتُ من جَهْد الرّأي، ولا ولَّيت ذا قرابة، وإنّي قد استخلفتُ عمر بن الخطاب، فاسمعوا له، وأطيعوا! فقالوا: سمعنا، وأطعنا

کیا تم اُس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں؟ خدا کی قسم میں نے رائے قائم کرنے کے لیے اپنے ذہن پر زور ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمر بن الخطاب کو جانشین مقرر کیا ہے، لہٰذا تم ان کی سنو اور اطاعت کرو۔

کتاب خلافت و جمہوریت از عبدالرحمٰن کیلانی) صفحہ 57 اور خلافت و ملوکیت از مودودی میں انہی قصوں کا ذکر ہے۔ان دونوں نے اس بات کے متعلق طبری کا حوالہ دیا ہوا ہے لیکن تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں دونوں سندیں ضعیف ہیں۔پہلی روایت کی سند میں واقدی مجروح ہے اور ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن إبي سبرة بن إبي رہم القرشي العامري السبري ہے جس پر روایت گھڑنے کا الزام ہے۔ دوسری روایت کی سند میں إِبُو السَّفَرِ سَعِيْدُ بن يُحْمِدَ الهَمْدَانِيُّ المتوفی ۱۱۳ھ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا سند منقطع ہے

راقم کہتا ہے یہ سب افسانہ سازی کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آڈر تھا۔اس میں معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا گیا

روایت کیا جاتا ہے کہ ام المومنین عائشہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر بکاء آہ بلند کی۔ مسند اسحاق میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ لَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بُكِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَبْكُوا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِهِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ قُمْ فَأَخْرِجِ النِّسَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُخْرِجُكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ فَقَالَتْ أَمُخْرِجِي أَنْتَ يَا بُنَيَّ فَقَالَ أَمَّا لَكِ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكِ فَجَعَلَ يُخْرِجُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً وَهُوَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَضْرِبُهُنَّ بِالدِّرَّةِ فَخَرَجَتْ أُمُّ فَرْوَةَ وَفَرَّقَ بَيْنَهُنَّ أَوْ قَالَ فَرَّقَ بَيْنَ النَّوَائِحِ

سعید بن مسیب نے کہا جب ابو بکر مر گئے ان پر ( گھر والے ) روئے – عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میت کو زندہ کے رونے پر عذاب ہوتا ہے پس انہوں نے منع کیا- عمر نے ہشام بن الولید سے کہا اٹھو عورتوں کو باہر کرو – عائشہ نے کہا تم نکلو- عمر نے کہا ہشام تم حجرہ میں داخل ہو تم کو اجازت میں نے دی – عائشہ نے کہا تم مجھ کو بیٹے نکالو گے ؟ اس نے کہا اپ یہ کریں اپ کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے – پس ایک ایک عورت کو نکال دیا اور عائشہ نے اس کو درہ مارا پس ام فروہ نکلیں اور عائشہ اور ہشام کو دور کیا یا کہا رونے والیوں کو اس سے الگ کیا

سند منقطع ہے سعید بن المسیب

ولد لسنتين مضتا من خلافة عمر رضی اللہ عنہ

خلافت عمر میں دو سال گزرے تب پیدا ہوئے

یہ قول خود سعید کا ہے

« يحيىٰ بن سعيد قال: سمعت سعيد بن المسيب يقول: ولدت لسنتين مضتا من خلافة عمر

قال ابو حاتم لا يصح له سماع

ابی حاتم کہتے ہیں عمر سے سماع بھی نہیں ہے

راقم کو لگتا ہے یہ عبد الرزاق کے اختلاط کے دور کی روایت ہے

# اقوال ابی بکر

## کاش میں پرندہ ہوتا

مصنف ابن أبی شيبة كتاب (الزهد) میں – ج 13 ص 259 برقم 16279 پر أبی بكر الصديق – رضي الله عنه کا کلام نقل کیا گیا ہے

قال أبو معاوية: عن جويبر، عن الضحاك قال: رأى أبو بكر الصديق طيرا واقفا على شجرة فقال: "طوبى لك يا طير، والله لوددت أنى كنت مثلك: تقع على الشجرة وتأكل من الثمر، ثم تطير وليس عليك حساب ولا عذاب، والله لوددت أنى كنت شجرة الى جانب الطريق مر عليَّ جمل فأخذنى فأدخلنى فاه فلاكنى ثم ازدردنى ثم أخرجنى بعرا ولم أكن بشرا" .

اس کا ذکر تاريخ الخلفاء از السيوطي (المتوفى: 911هـ) میں بھی ہے

أخرج أبو أحمد الحاكم عن معاذ بن جبل قال: دخل أبو بكر حائطًا وإذا بدبسي في ظل شجرة، فتنفس الصعداء، ثم قال: طوبى لك يا طير! تأكل من الشجر، وتستظل بالشجر، وتصير إلى غير حساب، يا ليت أبا بكر مثلك.

معاذ بن جبل نے کہا میں ابو بکر کے پاس ایک باغ میں گیا وہ درخت کے نیچے تھے ... انہوں نے کہا خوشخبری ہو تیرے لئے اے پرندے جو درخت سے کھاتا ہے اور اس کے سایہ میں رہتا ہے اور تیرا کوئی حساب نہ ہو گا کاش ابو بکر بھی تیرے جیسا ہوتا

كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال از علاء الدين المتقي الهندي (المتوفى: 975هـ) میں ہے

عن الضحاك بن مزاحم قال قال أبو بكر الصديق ونظر إلى عصفور: طوبى لك يا عصفور؟ تأكل من الثمار وتطير في الأشجار، لا حساب عليك ولا عذاب، والله! لوددت أني كبش يسمنني أهلي، فإذا كنت أعظم ما كنت وأسمنه يذبحوني فيجعلوني بعضي شواء وبعضي قديدا، ثم أكلوني ثم ألقوني عذرة في الحش وأني لم أكن خلقت بشرا. "ابن فتحويه في الوجل" .

الضحاك بن مزاحم نے کہا کہ ابو بکر نے چڑیا کو دیکھ کر کہا خوشخبری ہو تیرے لئے اے چڑیا تم پھل کھاتی ہو ، درختوں پر اڑتی ہو ، تم پر کوئی حساب و عذاب نہیں – و الله میری تمنا ہے کہ میں ایک دنبہ ہوتا جس کی کھال اس کے اہل اتارتے .... پھر مجھ کو گندگی پر پھینک دیا جاتا – کاش میں انسان ہی نہ ہوتا

شعب الإيمان للبيهقي میں سند ہے

وَحَدَّثَنَا قَالَ : وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أنا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ جُوَيْبِرٍ ، عَنِ الضَّحَّاكِ ، قَالَ : مَرَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى طَيْرٍ قَدْ وَقَعَ عَلَى شَجَرَةٍ ، فَقَالَ : " طُوبَى لَكَ يَا طَيْرُ! تَطِيرُ فَتَقَعُ عَلَى الشَّجَرِ ، ثُمَّ تَأْكُلُ مِنَ الثَّمَرِ ، ثُمَّ تَطِيرُ لَيْسَ عَلَيْكَ حِسَابٌ ، وَلا عَذَابٌ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مِثْلَكَ ! وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ فَمَرَّ عَلَيَّ بَعِيرٌ فَأَخَذَنِي ، فَأَدْخَلَنِي فَاهُ فَلاكَنِي ، ثُمَّ إِزْدَرَدَنِي ، ثُمَّ أَخْرَجَنِي بَعْرًا ، وَلَمْ أَكُنْ بَشَرًا " .

الزهد شئ أبو السَّرِي هَنَّاد بن السَّرِي الكوفي (المتوفى: 243هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ , عَنْ جُوَيْبِرٍ , عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ بِطَيْرٍ وَاقِعٍ عَلَى شَجَرَةٍ , فَقَالَ: «طُوبَى لَكَ يَا طَيْرُ؛ تَقَعُ عَلَى الشَّجَرِ وَتَأْكُلُ الثَّمَرَ , ثُمَّ تَطِيرُ وَلَيْسَ عَلَيْكَ حِسَابٌ وَلَا عَذَابٌ يَالَيْتَنِي كُنْتُ مِثْلَكَ؛ وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَنِي شَجَرَةً إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ , فَمَرَّ بِي بَعِيرٌ فَأَخَذَنِي فَأَدْخَلَنِي فَاهُ فَلَاكَنِي , ثُمَّ ازْدَرَدَنِي , ثُمَّ أَخْرَجَنِي بَعْرًا وَلَمْ أَكُ بَشَرًا» قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: «يَا لَيْتَنِي كُنْتُ كَبْشَ أَهْلِي، سَمَّنُونِي مَا بَدَا لَهُمْ حَتَّى إِذَا كُنْتُ أَسْمَنَ مَا أَكُونُ زَارَهُمْ بَعْضُ مَا يُحِبُّونَ فَجَعَلُوا بَعْضِي شِوَاءً وَبَعْضِي قَدِيدًا ثُمَّ أَكَلُونِي , فَأَخْرَجُونِي عَذِرَةً وَلَمْ أَكُ بَشَرًا» قَالَ: «وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: «يَا لَيْتَنِي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ وَلَمْ أَكُ بَشَرًا

ان تمام روایات کی سند منقطع ہے الضحاك بن مزاحم کا سماع صحابہ کبار سے نہیں ہے بلکہ صحابہ صغار میں ابن عمر اور ابن عباس سے بھی نہیں ہے دوم جُوَيبر بْن سَعِيد، البَلخِيّ. سند میں متروک ہے النسائي والدارقطني کے نزدیک

تاريخ بغداد للخطيب عند الترجمة لأبي خالد السقا رقم 7720 ج 14 ص 402 میں اس کو قول نبوی کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے

أخبرني محمَّد بن أحمد بن يعقوب أخبرنا محمَّد بن نعيم الضبى قال: سمعت أبا الفضل الحسن بن يعقوب المعدل يقول: سمعت أبا أحمد محمَّد بن عبد الوهاب الفراء، يقول: سمعت أبا خالد السقا يقول: سمعت أنس بن مالك يقول: سمعت رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول ونظر إلى طير فقال: “طوبى لك يا طير تأوى إلى الشجر وتأكل الثمر

سند میں أبو خالد، السقاء مجہول الحال ہے

اس روایت سے دلیل لی جاتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو سگ مدینہ کہہ سکتا ہے